مصطفےٰ ﷺ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
بہارِ قبول
تضمین بر سلام
اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ
سیّد حامد یزدانی
ریسرچ سینٹر

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام

بہارِ قبول

تضمین بر سلام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ اللہ

سیّد حامد یزدانی

نعت ریسرچ سینٹر

ہمارا نصب العین ! نعتیہ ادب کا فروغ

کتاب	:	بہارِ قبول
مصنف	:	سید حامد یزدانی
کتابت	:	راشد حسین
مطبع	:	مہر گرافکس اینڈ پبلشرز
اشاعت	:	2024ء
تعداد	:	500
صفحات	:	128
قیمت	:	400

شائع کردہ

B-306، بلاک 14، گلستانِ جوہر، کراچی۔

انتساب

اُستادِ محترم

صدیق عثمان نور محمد صاحب (دامۃ برکاۃ)

کے نام

جِن کی شخصیت کا وقار اور علم و اخلاق کا حُسن

حقیقی اللہ والوں کے قُرب کی یاد تازہ کر دیتا ہے۔

(حامد)

ہر اک خوشی کو، ہر ایک غم کو ترے حوالے سے دیکھتا ہوں
میں زندگی کی سیاہ شب میں ترے اُجالے سے دیکھتا ہوں

(حامد یزدانی)

فہرست

اِس سے بڑھ کر بھی ہے پیرایۂ توصیف کوئی!
کیوں نہ ہر صفحہ پہ مَیں سُورۂ کوثر لکھوں

(سیّد یزدانی جالندھری)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حرفِ تشکّر

مجھے یاد ہے، کینیڈا آمد کے بعد ابتدائی ایّام خاصے ویران اور بے رونق سے تھے۔ نہ کوئی دوست، نہ رشتہ دار۔ بس شدید سرد موسم اور آتے جاتے افراد کے چہروں سے ہویدا بے مہری اور ناشناسائی اور پھر ایک روز یہاں بالاتفاق ڈاکٹر خالد انصاری صاحب سے ملاقات ہوگئی جو کینیڈین مسلم آرگنائزیشن کے روح و رواں ہیں۔ اُن کے توسط سے محترم قاری عطا اللہ صاحب سے تعارف کا اعزاز ملا اور قاری صاحب کے وسیلہ سے میری ملاقات کینیا سے آکر یہاں بس جانی والی ایک ایسی علمی و روحانی ہستی سے ہوئی جن کے وجودِ مسعود سے ٹورانٹو کی دینی محافل روشنی اور خوشبو اخذ کرتی ہیں۔ ان ہستی کا نام ہے صدیق عثمان نور محمد۔ جنھیں میں ادب اور محبت سے 'استادِ محترم' کہہ کر مخاطب کرتا ہوں۔ استاد صاحب پیشے کے اعتبار سے یونی ورسٹی میں معاشیات کے پروفیسر رہ چکے مگر طبعاً ایک عالمِ باعمل اور ایک سچے صوفیٔ بے ریا محسوس ہوئے۔ ان کے ہاں منعقدہ ذکر کی محافل میں عربی قصائد کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت احمد رضا خان صاحب کا نعتیہ کلام بھی سننے کے مواقع ملے اور ہر محفل کا اختتام مولانا برزنجیؒ کے عربی اور اعلیٰ حضرتؒ کے اردو سلام کے اشعار سے ہوتا۔

یہ ۱۴۳۱ھ کا ذکر ہے۔ استاد صاحب رمضان المبارک گزارنے ممباسا، کینیا تشریف لے گئے اور میرے ذہن میں جانے کیا سمائی کہ ان کی واپسی پر انھیں کوئی خاص تحفہ دینے کا ارادہ کیا اور یوں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اعلیٰ حضرتؒ کے شہرۂ آفاق سلام کی اردو تضمین کی توفیق ارزانی کردی۔ حسبِ خواہش رمضان کے مہینے ہی میں یہ تضمین مکمل ہوگئی اور عید پر میں نے استاد صاحب کو پیش بھی کردی اور ان کی دعاؤں اور حوصلہ افزائیوں کا مستحق ٹھہرا۔ بعدازاں محدود پیمانے پر اس کی اشاعت اِدھر کینیڈا میں ہوئی اور اس کو مکمل طور پر پیش کرنے کا شرف بھی مجھے اور احباب کو ایک سے زیادہ

بار حاصل ہوا۔ اس تضمین کی قبولیت کا اشارہ اس مبارک امر سے بھی ملتا ہے کہ اسے مدینہ منورہ میں روضۂ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) پر پیش کرنے کا شرف بھی ایک سے زیادہ بار حاصل کیا گیا۔ مدینہ شریف کے علاوہ امریکہ، کینیڈا، برطانیہ اور کینیا کے مختلف شہروں میں بھی محبینِ اعلیٰ حضرتؒ نے اسے ذوق وشوق سے پڑھا۔ الحمدللہ

اور اب ممتاز نعت گو اور نعت خوان اور ہمارے مہربان دوست سیّد صبیح رحمانی صاحب نعت ریسرچ سنٹر، کراچی جیسے اہم ادارے کے تحت اس تضمین کی اشاعت ممکن بنا رہے ہیں جو میرے لیے ایک خاص اعزاز ہے۔ امید ہے اب میری یہ عاجزانہ سعی زیادہ قارئین تک پہنچ سکے گی۔ ان شاء اللہ۔

دعا گو ہوں کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ مجھے حمد و نعت و منقبت کے باب میں مزید خدمات انجام دینے کی توفیق دے اور میرے عاجزانہ حرفِ اظہار کو مزید برکات سے نوازے۔ آمین

اس موقع پر میں اپنے پیر و مرشد حضرت میاں محمد حنفی سیفی نقشبندی صاحب دامت برکاۃ کی صحت وسلامتی کے لیے بھی دست بہ دعا ہوں جن کی نگاہِ پرتاثیر نے مجھے روحانی تربیت کے ساتھ ساتھ دینی ادب کی جانب بھی مائل کیا۔

میں اپنے والد صاحب قبلہ گاہی سیّد یزدانی جالندھری صاحب اور اپنی جنت مکانی والدہ مرحومہ کے درجات میں بلندی کے لیے بھی دعا گو ہوں۔

اللہ کریم جناب خالد احمدؒ، جناب سراج منیرؒ، جناب احمد ندیم قاسمیؒ، جناب حفیظ تائبؒ، جناب علیم ناصریؒ، پروفیسر خالد بزمیؒ اور پروفیسر جعفر بلوچؒ کے درجات بھی جنت الفردوس میں بلند فرمائے جن کی مسلسل حوصلہ افزائیوں نے میرے ذوقِ سخن کو مہمیز کیا۔ اس کتاب کی تقاریظ قلم بند کرنے پر میں ڈاکٹر ریاض مجید صاحب اور ڈاکٹر عزیز احسن صاحب کا بھی تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

یہ بھی دل سے دعا ہے کہ میرے اہلِ خانہ اور تمام احباب بھی خوش حال اور دین و دنیا میں ہر اعتبار سے سرخرو رہیں۔ آمین بجاہِ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

حامد یزدانی

۸۔ مئی ۲۰۲۴، کینیڈا

سیّد حامدؔ یزدانی کی تضمین ''بہارِ قبول'' کے بارے میں چند ابتدائی تاثرات

اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ط یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو! ان پر خوب درود اور خوب سلام بھیجو (اردو ترجمہ: امام احمد رضا خانؒ)۔

اس آیتِ کریمہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اہلِ ایمان کو دو باتوں کا حکم فرماتا ہے: ایک تو اپنے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر صلوٰۃ پڑھنے کا اور دوسرے ان پر سلام بھیجنے کا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلَیہ

حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بہ کثرت بھیجا جانے والا درود، درودِ ابراہیمی ہے جو ہر نماز کا جزوِ لازم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے سے لے کر اب تک دنیا بھر کی زبانوں میں، نظم ونثر میں درود وسلام کی بے شمار کتابیں منصۂ شہود پر آ چکی ہیں۔ اس حوالے سے ضخیم ترین کتاب ''تنبیہ الانام'' ہے۔ شاعرانہ نثر کی حامل یہ عربی مثنوی تیونس کے شیخ عبدالجلیلؒ بن عظوم قیروانی کی تصنیفِ لطیف ہے۔

صَلُّوا عَلَی النَّبِی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّم عَلَیہ

عربی زبان میں معروف ترین سلام حضرت امام البرزنجیؒ کا ہے جبکہ ترک زبان میں سلیمانؔ چیلبی افندیؒ کا اور اردو میں یہ اعزاز امام احمد رضاؔ خانؒ (۱۳۴۰-۱۲۷۲ھ

بمطابق ۱۹۲۱ء۔۱۸۵۶ء) کے سلام کو حاصل ہے جو ۱۷۱/اشعار پر مشتمل ہے۔ان میں سے ۴۵/اشعار 'درود' اور 'سلام' دونوں سے مزین ہیں۔ یہ سلام ان کے نعتیہ دیوان 'حدائق بخشش' میں شامل ہے جو فروغِ دین کے حوالے سے ان کے متعدد کارہائے نمایاں میں سے ایک ہے۔

سیّدنا ونبیّنا وحبیبنا ومولانا محمد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر اعلیٰ حضرت کا یہ سلام ان کے محبین ہمیشہ کھڑے ہو کر پیش کرتے ہیں۔سب حلقہ بنا کر کھڑے ہو جاتے ہیں اور مل کر سلام کا کچھ یوں آغاز کرتے ہیں:

مصطفی جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

یہ سلام برجستگی اور سلاست کا ایسا شاہکار ہے کہ لگتا ہے جیسے الہام ہوا ہو۔ یہ ایک عظیم امامِ وقت میں موجود ایک عالم اور مرشدِ کامل کی خصوصیات کا آئینہ دار ہے۔اردو زبان میں مسلم دینی شاعری کا کوئی سا بھی مجموعہ اُٹھا کر دیکھ لیں اس سلام کے کچھ اشعار ضرور اس کی زینت ہوں گے۔

یہ مقبول سلام محبین مسجدِ نبوی میں روضۂ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر بھی پیش کرتے ہیں۔اس سلام کا ایک ایک شعر حبِّ رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خوشبو سے معطر و معنبر ہے۔اس سلام کی گونج اجمیر سے لے کر لندن تک، لاہور سے لے کر ٹورانٹو تک اور ممباسہ سے لے کر شکاگو تک غرض دنیا بھر میں سنائی دیتی ہے۔

یہ سلام ہمارے محترم و محبوب پیغمبر حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سے اعلیٰ حضرتؒ کی والہانہ محبت کا عکاس ہے۔ یوں تو یہ سلام ایک مکمل اور مربوط اکائی کی حیثیت رکھتا ہے تاہم تفہیم کی غرض سے اسے پانچ حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱۔حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی عمومی صفات (اشعار: ۱ تا ۳۳)

۲۔حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے جسمانی اوصاف (اشعار: ۳۴ تا ۸۱)

۳۔حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی حیاتِ طیبہ اور ان کے عہد کی خصوصیات (اشعار: ۸۲ تا ۱۰۹)

۴۔اہلِ بیتِ اطہارؓ اور صحابۂ کرامؓ کی صفات (اشعار:۱۱۰ تا ۱۴۹)

۵۔اولیاءاللہ اور صالحینؒ کی صفات (اشعار:۱۵۰ تا ۱۷۱)

امام احمد رضاؔ خانؒ نے، جو 'اعلیٰ حضرت' کے لقب سے جانے اور پہچانے جاتے ہیں، اس سلام کے ذریعے واقعتا ہمارے دل جیت لئے ہیں۔ اور اب ٹورانٹو میں مقیم پاکستانی شاعر سیّد حامدؔ یزدانی نے ۱۷۱ اشعار پر مشتمل اس سلام کی مکمل تضمین رقم کر کے ہمارے دل موہ لینے والا کام کیا ہے۔ تضمین، شعر میں مصرعوں کے اضافے کو کہتے ہیں؛ اگر شعر کے دو مصرعوں پر تین مزید ہم قافیہ مصرعوں کا اضافہ کر دیا جائے تو اسے عربی زبان و ادب میں تخمیس کہا جاتا ہے۔ تاہم اردو میں اس کے لئے بھی 'تضمین' کا لفظ ہی مروّج ہے۔ مثال کے طور پر سلام کے پہلے شعر کی تضمین ملاحظہ کیجئے:

شانِ ختمِ رسالت پہ لاکھوں سلام
رَب کے احسانِ نعمت پہ لاکھوں سلام
پیارے آقا کی عظمت پہ لاکھوں سلام
''مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام''

آپ نے دیکھا کہ ہر مصرع کے آخر میں ''پہ لاکھوں سلام'' کے الفاظ دوہرائے گئے ہیں، یہ الفاظ اردو شاعری میں 'ردیف' کہلاتے ہیں۔ شعر کے پہلے مصرع میں ردیف سے پہلے اعلیٰ حضرتؒ نے جو لفظ استعمال کیا ہے وہ ہے 'رحمت'۔ سیّد صاحب نے لفظ 'رحمت' کے لئے اپنے اضافی تین مصرعوں میں جن ہم صوت الفاظ کا انتخاب کیا ہے وہ ہیں: 'رسالت'، 'نعمت' اور 'عظمت'۔ یہ الفاظ اردو شاعری میں قوافی (واحد: قافیہ) کہلاتے ہیں۔

اعلیٰ حضرتؒ کا سلام 'تائیہ' ہے کہ اسکے تمام کے تمام ۱۷۱ اشعار کے آخر میں وہ الفاظ آتے ہیں جو حرف 'ت' کے ہم صوت ہیں جیسے ہدایت، رسالت، شفاعت اور جنت وغیرہ۔ یہ قوافی بھی، اپنے طور پر، ہمیں اسلام کی بنیادی تعلیمات سے آگاہی بخشتے ہیں۔

اس سلام کا پہلا شعر 'سلام' کا شعر ہے جبکہ دوسرا شعر 'درود وسلام' دونوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ سلام میں ۴۵ ؍ایسے اشعار ملتے ہیں جن میں 'درود' بھی ہے اور 'سلام' بھی۔ اس لئے یہ سلام 'درود وسلام' یا 'صلوٰۃ وسلام' بھی کہلاتا ہے۔

اس سلام کی متعدد شرحیں تحریر کی جا چکی ہیں تاہم یہ سب اس محبت کی گہرائی کو الفاظ میں بیان کرنے کے سے قاصر رہیں جو اعلیٰ حضرتؒ، حضور رسولِ رب العالمین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رکھتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت جو کہنا چاہتے ہیں اس کا کلّی فہم ہر کسی کے بس کی بات بھی تو نہیں۔

سلام پڑھتے ہوئے ہم پر اعلیٰ حضرتؒ کی شخصیت اور مقام ومرتبہ کے کئی پہلو اُجاگر ہوتے ہیں؛ اعلیٰ حضرت احمد رضا خانؒ کا علم شریعت پر استوار ہے، وہ صاحبِ طریقت بھی ہیں اور حقیقی معرفت سے متصّف بھی۔ اللہ کرے کہ مسلمان ان کا سلام اسی طرح ذوق وشوق سے پڑھتے رہیں اور ثواب ومغفرت کے حق دار بنتے رہیں۔ آمین

امام ترمذیؒ کی تصنیف ''شمائلِ محمدیہ'' ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعدد اوصافِ حمیدہ کا پتہ دیتی ہے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رؤف ورحیم ہونا، صاحبِ جود وسخا ہونا، حکیم ودانا ہونا، صادق وامین ہونا، عظیم ومعتبر ہونا، شریف ونجیب ہونا، منصف وعادل ہونا، منکسر المزاج اور پرہیز گار ہونا، فصیح وبلیغ ہونا، شجیع وبہادر ہونا، انسانیت کا نجات دہندہ ہونا؛ المختصر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا 'انسانِ کامل' ہونا بہ قولِ شیخ عبدالکریم الجیلیؒ۔

اعلیٰ حضرتؒ نے لگ بھگ ان تمام اوصاف کو شعروں کا روپ دیا ہے اور اعلیٰ حضرتؒ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے سیّد حامدؔ یزدانی بھی اپنی تضمین میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصافِ حسیں کا ذکرِ خیر کرتے ہیں، جیسے ۷۷ ویں شعر کی اس تضمین میں:

رنج و آلام کو خوش دلی سے سہا
زخمِ طائف پہ بھی لب پہ شکرِ خدا
اس قدر ہیں مثالی وہ صبر و رضا
''کُل جہاں مِلک اور جَو کی روٹی غذا
اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام''

اعلیٰ حضرتؒ کا سلام اس لحاظ سے انتہائی منفرد قرار پاتا ہے کہ انہوں نے اس منظوم خراجِ تحسین میں جہاں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابن عبداللہ، نورٌ من نوراللہ کے معجزانہ قوت و اختیارات کی توصیف و ثنا کی ہے وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک ایک جسمانی وصف پر سلام بھی بھیجا ہے۔ مثال کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جبینِ سعادت پر، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عذاروں کی طلعت پر، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ تاجِ رفعت پر، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیسوئے مشک سا پر، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہِ عنایت پر، دور و نزدیک کے سننے والے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کانوں پر، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چمک والی رنگت پر، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معطر پسینے پر، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریشِ خوش معتدل پر، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گلاب جیسے ہونٹوں پر، کُن کی کنجی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ مبارک پر، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پُرشوکت شانوں کی وجاہت پر، مہرِ نبوّت پر، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غنی ہاتھوں پر، قوت والے بازوؤں پر، کرامت والی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں پر اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نرمی خوئے لینت پر۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیوں کی معجزانہ قوت کا ذکر اس حدیثِ پاک میں ہے:
حضرت جابرؓ بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں: ''میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھا اور اسی دوران نمازِ عصر کا وقت ہو گیا۔ ہمارے پاس جو تھوڑا سا پانی تھا وہ ایک برتن میں ڈال کر آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ برتن میں ڈال دیا۔ پھر ہاتھ باہر نکالا، اپنی انگلیاں کھول دیں اور فرمایا: 'جلدی سے آجائیں وہ سب جو وضو کرنا چاہتے ہیں'۔ میں نے دیکھا کہ انگلیوں سے پانی کے چشمے اُبل رہے ہیں۔ چنانچہ اصحابؓ نے اس پانی سے وضو بھی کیا اور اپنی پیاس بھی بجھائی۔ میں نے جی بھر کے پانی پیا کیونکہ میں جانتا تھا کہ یہ برکت ہے''۔ ایک اور راوی کہتے ہیں: ''میں نے جابرؓ سے دریافت کیا: ''آپ کتنے افراد تھے؟'' تو انہوں نے جواب دیا: ''ہماری تعداد ایک ہزار چار سو تھی''۔ (البخاری)

اعلیٰ حضرتؒ اس واقعہ کو یوں نظم کرتے ہیں:

نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام

اور صاحبِ تضمین سیّد حامدؔ اس شعر کے ساتھ ایک دعا کا اضافہ کر دیتے ہیں:

پھر رُتیں ایسی آجائیں دریا بہیں
بدلیاں پھر وہ گھِر آئیں دریا بہیں
خیر ہی خیر برسائیں دریا بہیں
''نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام''

اس تضمین کی ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ سیّد حامدؔ یزدانی نے عربی اور اردو میں مروّجہ متعدد اسماء و صفاتِ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی اس تضمین کی زینت بنایا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ۲۰۱ اسمائے مبارکہ جو مسجد نبوی کی سامنے والی دیوار کے اندرونی حصہ میں خوبصورت خط میں نقش ہیں، خوب جانے پہچانے ہیں۔ یہ اسمائے نبوی یا تو قرآنِ پاک میں مذکور ہیں یا حدیثِ مبارکہ میں یا پھر دونوں میں۔ زیرِ نظر نعتیہ تضمین میں ہمیں ۵۰ سے زیادہ اسماء النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ملتے ہیں جنہیں متن میں جلی خط میں درج کیا گیا ہے۔ ان اسمائے مبارکہ میں سے درجِ ذیل کا حوالہ ہمیں قرآنِ مجید میں ملتا ہے (حوالہ کے لیے ہر نام کے ساتھ محض ایک آیت کا نمبر درج کرنے پر اکتفا جا رہا ہے):

صاحب الدرجۃ الرفیعہ (اونچی شان والے): (۲:۲۵۳)
محمد (سب سے زیادہ تعریف کیا گیا): (۴۰:۳۳)
مکرم (صاحبِ تکریم و توقیر): (۴۰:۶۹)
رحمت (رحمت): (۲۱:۱۰۷)
نور (مقدس روشنی): (۵:۱۵)
مبین (واضح، صاف): (۳۸:۷۰)
محمود (تعریف کیا گیا): (۱۷:۷۹)
احمد (سب سے زیادہ تعریف کیا گیا): (۶۱:۶)
مفضل (اللہ کا پسندیدہ): (۴:۱۱۳)

ھادی (راہنما): (۴۲:۵۲)

نبی (غیب کی خبریں دینے والا): (۳۳:۵۶)

مصطفی (اللہ کا منتخب): (۲۲:۷۵)

طاہر (پاک): (۴:۷۴)

مطہّر (جسے اللہ نے پاک کیا ہو): (۷۴:۴)

اُذنُ خیر (خیر کا سننے والا): (۹:۶۱)

سراج (نبوت کا سورج): (۳۳:۴۶)

صدق (سچائی، اخلاص): (۳۹:۳۳)

مبشّر (بشارت دینے والا): (۳۳:۴۵)

نذیر (تنبیہ کرنے والا): (۲۵:۱)

بشیر (خوش خبری دینے والا): (۱۱:۲)

شفیع (شفاعت کرنے والا): (۲۰:۱۰۹)

مجتبیٰ: (منتخب): (۳:۱۷۹)

رسول الملاحم (ظالم کفار سے لڑائی کرنے والا): (۳:۱۲۱)

رسول (اللہ کا پیامبر): (۴۸:۲۹)

حق (سچ، سچا، سچائی): (۳:۸۶)

جہاں تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا تعلق ہے اعلیٰ حضرتؒ اس کے مختلف پہلوؤں پر بات کرتے ہیں جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ولادت شریف، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رضاعت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بچپن، غارِ حرا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ریاضت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فروغِ اسلام کا عزم، اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی عبادت، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعائیں، معراج شریف، کفّار کے خلاف غزوات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فتح، ظلم کا خاتمہ اور عدلِ اسلامی کا قیام، انسانیت کی آزادی اور یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب سے بڑے شفیع ہیں۔ تو آیئے اب ذرا غزوۂ بدر سے متعلق شعر اور اس کی تضمین سے اپنے دل گرماتے ہیں:

آقا شانِ شجاعت میں ہیں بے مثال
ٹھہرے ان کے مقابل یہ کس کی مجال
نورِ حکمت کھِلا، ٹوٹا ظلمت کا جال
''گردِ مہ دستِ انجم میں رخشاں ہلال
بدر کی دفعِ ظلمت پہ لاکھوں سلام''

یہاں وہ شعر اور اس کی تضمین کا حوالہ بھی برمحل معلوم ہوتا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب وعترت کی شان بیان کی گئی ہے:

غیثِ لطفِ سراسر، کروڑوں درود
شافعِ روزِ محشر کروڑوں درود
رہبروں کے اے رہبر کروڑوں درود
''ان کے مولا کے ان پر کروڑوں درود
ان کے اصحاب وعترت پہ لاکھوں سلام''

صوفیائے عظام پر اعلیٰ حضرتؒ کا شعر اور اس پر سیّد صاحب کی تضمین بھی بہت مسرور کُن ہے:

جن کے چہروں کی رونق ہے ایماں کا نور
پاک سینوں میں حُبِ نبی کا وفور
جن کو حاصل ہے واللہ دائم حضور
''باقیٔ ساقیانِ شرابِ طہور
زینِ اہلِ عبادت پہ لاکھوں سلام''

آخری شعر میں اعلیٰ حضرت ہمیں فرشتوں کے جِلو میں روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دکھائی دیتے ہیں اور سیّد صاحب کی دعا مستقل طور پر ان کے ساتھ شامل ہو جاتی ہے:

رنج دوری کا کب تک سہیں ہاں رضاؔ
چشمِ حامدؔ سے آنسو بہیں ہاں رضاؔ

عمر بھر کاش طیبہ رہیں ہاں رضاؔ
''مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضاؔ
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام''

سیّد صاحب نے بجا طور پر تضمین کو ''بہارِ قبول'' کا نام دیا ہے۔ یہ نام انہوں نے سلام کے ۶۲ ویں شعر سے اخذ کیا ہے:

وہ دعا جس کا جوبن بہارِ قبول
اس نسیمِ اجابت پہ لاکھوں سلام

صَلُّوا عَلَى الرَّسُول

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّم وَ بَارِك عَلَيه

جہاں تک شعری محاسن کا تعلق ہے اعلیٰ حضرتؒ کا سلام تشبیہات و استعارات، تجنیس و ترصیع، حسنِ تعلیل، تجسیم کاری، جدتِ تخیّل، مضمون آفرینی، برجستگی، کثیر القوافی اور کئی دیگر خوبیوں سے مزیّن ہے۔ مثال کے طور پر ۱۷ ویں شعر میں انہوں نے ایک سے زیادہ قافیے استعمال کیے ہیں:

ماہِ لاہوتِ خلوت پہ لاکھوں درود
شاہِ ناسوتِ جلوت پہ لاکھوں سلام

اس شعر میں ''ماہ'' کا قافیہ ہے ''شاہ'' اور ''لاہوت'' کا ''ناسوت'' جبکہ ''خلوت'' کا ''جلوت''۔ ان الفاظ کا مفہوم تصوف میں دلچسپی رکھنے والوں پر عیاں ہے۔ سیّد صاحب کی تضمین بھی فنی محاسن سے مالا مال ہے۔ یہ امر مسحور کُن بھی ہے اور مسرور کُن بھی۔

اعلیٰ حضرتؒ کے سلام میں ہمیں جا بہ جا مظاہرِ حسن کا تذکرہ ملتا ہے جیسے زمین و آسماں، سورج اور اس کی کرنیں، ماہتاب اور ہلال، نور کے چشمے، چاندنی، ستارے، کہکشاں، کائنات، بارش کی بوندیں، پانی، پرندے، پودے، گلستان اور سیب، غنچے اور پھول، گلاب اور پتیاں، دودھ اور شہد وغیرہم۔

اعلیٰ حضرتؒ کے ایک محب کی حیثیت سے سیّد حامدؔ یزدانی نے بھی اسی طرح کے

مواد کو اپنی تضمین میں برتا ہے۔ ایسے لگتا ہے جیسے سیّد صاحب کے مرشد کامل نے اعلیٰ حضرتؒ کو مولانا جلال الدین رومیؒ کے گلستان میں تشریف فرما دیکھ لیا تھا اور وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صلوٰۃ وثنا چہچہاتے پرندے انہیں اتنے بھلے لگے کہ میاںؒ صاحب نے اپنے مرید صادق کو وہیں اعلیٰ حضرتؒ کے قدموں میں بٹھانے کا فیصلہ کر لیا۔

سیّد صاحب کو اعلیٰ حضرتؒ سے محبت ہے اور اعلیٰ حضرتؒ، حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے والہانہ محبت کرتے ہیں۔ اب سیّد صاحب نے ایک محب کے طور پر اعلیٰ حضرتؒ کے قدموں میں اپنی جگہ بنالی ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ تضمین قلمبند کر کے سیّد صاحب واقعتاً مسلم شعراء کی صف میں شامل ہو گئے ہیں۔ مبارک باد صد مبارک باد۔

سیّد صاحب سے پہلے پاکستان ہی کے سیّد اختر الحامدی صاحب نے اعلیٰ حضرتؒ کے سلام کی مکمل تضمین تحریر کی تھی جسے از حد ستائش حاصل ہوئی تھی، ماشاءاللہ۔

یاد رہے کہ تضمینِ سلام سے قبل سیّد حامدؔ صاحب 'اطاعت' کے نام سے ایک نعتیہ مجموعہ بھی پیش کر چکے ہیں۔ انہیں نہ صرف حضورؐ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہؓ، امہات المومنین حضرت خدیجہؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کی شان میں ہی منقبتیں لکھنے کا اعزاز حاصل ہوا بلکہ سلام بہ حضور شہدائے کربلاؓ اور سلام بہ حضور امام حسینؓ، منقبت در شانِ امام حسنؓ تخلیق کرنے کی بھی سعادت حاصل ہوئی اور ساتھ ہی ساتھ خلفائے راشدینؓ کی مناقب قلمبند کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ اس کے علاوہ انہوں نے جن نامور اولیاء و صالحین کرامؒ کی شان میں منقبتیں تحریر کی ہیں ان میں حضرت غوث الاعظم محی الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ، حضرت خواجہ غریب نواز مولانا معین الدین چشتی اجمیریؒ، حضرت نظام الدین اولیاؒ، حضرت مولانا امام عبداللہ بن علوی الحدادؒ، حضرت مجدد الفِ ثانی شیخ احمد سرہندیؒ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاںؒ، حضرت سیف الرحمن پیرِ ارچی خراسانیؒ، سیّد صاحب کے مرشدِ کریم حضرت میاں محمد حنفی سیفی نقشبندی اور الحبیب احمد مشہور بن طٰہٰ الحدادؒ کے نام نامی شامل ہیں۔

سیّد حامدؔ صاحب کو یہ تضمین مکمل کرنے کا شرف رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ میں

حاصل ہوا۔ دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ انہیں طویل اور صحت مند زندگی عطا کرے تا کہ وہ مسلمانوں کو اپنے فن سے متمتع کرتے رہیں۔ آمین۔ اب ان کی ذمہ داریوں میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔ اللہ کریم انہیں ان ذمہ داریوں سے بہ خوبی عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ان کی تمام نیک کاوشوں کو شرفِ قبولیت بخشے۔ آمین۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی والدہ محترمہ اور ان کے والدِ گرامی (جنت مکانی حضرت سیّد عبدالرشید یزدانی جالندھری) کے درجات بلند فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔ یاد رہے کہ سیّد یزدانی جالندھری صاحب نے نعتیہ مجموعہ "توصیفِ خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم" بھی تصنیف کیا اور ایک طویل نعتیہ مثنوی "صبحِ سعادت" بھی لکھی۔ اور انہی کی دل نشیں تربیت نے سیّد حامدؔ صاحب کو شاعری کے اسرار و رموز سے آگاہی بخشی۔ ہم دعا گو ہیں کہ سلام کی طرح یہ تضمین بھی دنیا بھر میں پڑھی جائے اور خاص کر روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر۔ اللہ کرے کہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے موقع پر بھی یہ تضمین ہمیں زیادہ سے زیادہ سننے کی سعادت حاصل ہو۔ آمین۔

صَلُّوا عَلَى الحَبِيبِ الاَعظَم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّم وَ بَارِك عَلَيه

صدیق عثمان نور محمد

ٹورانٹو، کینیڈا

۲۵۔ صفر ۱۴۳۲ھ بمطابق ۲۹ جنوری ۲۰۱۱

(انگریزی مضمون سے ترجمہ کیا گیا)

نعتیہ تضمین نگاری کے تناظر میں ’بہارِ قبول‘ کا جائزہ

بہارِ قبول (تضمین بر سلام مولینا احمد رضاؔ خاںؒ): سیّد حامدؔ یزدانی کی تصنیف ہے۔ تضمین کی کئی قسمیں ہیں جو مختلف اصناف کے اعتبار سے جداگانہ اعتبارات رکھتی ہیں اردو شاعری کی تاریخ کے ہر دَور، خطّے اور دبستان میں تضمینوں کے مختلف نمونے مل جاتے ہیں فردیات سے طویل قصیدوں تک کو کسی مصرع یا شعر کی بنیاد پر استوار کیا گیا ہے بعض شاعر کسی معروف شاعر یا کسی مجہول النسب مگر بہت معروف شعر پر طویل تضمینی فن پارے تخلیق کرتے ہیں۔ فنی اور فکری طور پر تضمین نگار سے دو باتوں کی توقع رکھی جاتی ہے فنّی طور پر یہ کہ۔۔۔ تضمین کے لئے جو کوئی مصرع یا شعر لیا جائے اس پر تخلیق کی جانے والا فن پارہ اسی بحر، (نیز قافیہ ردیف) میں ہو تا کہ اس کی تضمینی شناخت واضح ہو جائے۔ تضمین کی نوعیت کے بارے میں البتہ تضمین نگار کو آزادی ہے کہ وہ محض ایک مصرع کی گرہ لگا کر ایک شعر یوں مکمل کرے کہ ایک مصرع اُس کا ہو اور دوسرا مصرع ماخوذ فن پارے کا۔ وہ قطعہ، رباعی، غزل، قصیدہ، مثنوی وغیرہ تضمین کے لئے کوئی بھی صنف اختیار کر سکتا ہے۔ فکری طور پر عموماً ماخوذ مصرع کے خیال سے پیدا ہونے والے سلسلہ تلازمات کو تضمین کا موضوع بنایا جاتا ہے۔ تضمین کو عام طور پر ماخود مصرع یا شعر پر ختم کیا جاتا ہے اس لئے تضمین کی فکری فضا ایسی بنائی جاتی ہے کہ سارے موضوعات و مضامین کی مختلف معنوی پرتوں اور تلازمات کو ماخوذ مصرع یا شعر پر ختم کیا جائے اور ماخوذ مصرع یا شعر ایک مدلل، وقیع، مؤثر اور بھرپور اظہار کیفیت پر ختم ہو۔ مصرع بہ مصرع، شعر بہ شعر، پوری تضمین، واضح اور علامتی کسی بھی انداز سے تکمیل پذیر ہو سکتی ہے اس کی ایک عمدہ مثال علامہ اقبال کی معروف نظم ’’خطاب بہ جوانانِ اسلام (بانگِ درا، حوالہ نمبر ۱۱۵)‘‘

جو غنی کاشمیری کے اس مقطع پر ختم ہوتی ہے:

’’غنی روز سیاہ پیر نغاں را تماشا کن
کہ نور دیدہ اش روشن کند چشم زلیخارا‘‘

یا علامہ اقبال کی اور نظم ''تضمین بر شعرِ انیسی شاملو(بانگ درا، حوالہ ۹۹)''
جو اس شعر پر ختم ہوتی ہے:

وفا آموختی از ما بکارِ دیگراں کر دی
ربودی گوہرے از ما نثارِ دیگراں کر دی

اکثر تضمینوں کا ڈھانچہ ایک مصرع یا شعر پر استوار کیا جاتا ہے علامہ اقبال ہی کے کلام میں اس نوعیت کی کئی تضمینیں ہیں۔

بعض تضمینوں میں ماخوذ مصرعوں میں تصرف کی مثالیں بھی مل جاتی ہیں ایسی تضمینوں میں مصرع پورا نہیں لیا جاتا بلکہ اس کا کچھ حصہ لے لیا جاتا ہے جس سے اُس ماخوذ مصرعے کی طرف نشان دہی ہو جائے پطرس بخاری کے ایک مزاحیہ قطعہ میں شعر کا ایک ٹکڑا ہی لیا گیا مگر اس سے اس مصرع کی مکمل معنویت سامنے آ جاتی ہے۔ یہ مثال دیکھئے

ختم ہو جانے کو ہے یہ چیخ چخ
'یہ چمن یونہی رہے گا'_____اور الخ

پطرس نے مزاحیہ حربوں میں سے چخ کا قافیہ الخ باندھ کر لفظوں سے مزاح پیدا کرنے کی کوشش کی ہے (یہ قطعہ جس شعر پر ختم ہوتا ہے اس کے پیچھے ایک واقعہ ہے کہ قیامِ پاکستان سے قبل متحدہ ہندوستان میں پطرس کا سرکاری دفتر گرمیوں میں شملہ منتقل ہو جاتا وہاں صرف اُن کے کمرے ہی میں فون تھا دوسرے رفقا اور کارکنان دفتر فون کے لئے بار بار اُن کے دفتر آتے اور وہاں ہنگامہ بپا رہتا۔ پطرس قطعہ میں بتاتے ہیں کہ گرمیوں کے بعد دفتر دہلی منتقل ہو جائے گا تو یہ شور و غل (چیخ چخ) خود بہ خود ختم ہو جائے گا)

تضمین کی ایک قسم گرہ دار یا شعر وار تضمین کی ہوتی ہے یعنی کسی معروف فن پارے کے ایک ایک شعر کی تضمین کی جاتی ہے اس کی بھی کئی قسمیں ہیں۔ یہ مثلث، مربع، مخمس سے مسدس اور شعر کسی بھی قسم کی ہو سکتی ہے خمسے والی تضمین ہمارے ہاں زیادہ معروف رہی ہے۔ پانچ مصرعوں میں پہلے تین مصرعے تضمین نگار کے ہوتے ہیں اور باقی دو مصرعے (یعنی ایک شعر) وہ ہوتا ہے جس کی تضمین کی جا رہی ہوتی

ہے۔تضمین نگاری میں ماخوذ مصرع یا نعت کا فکری پہلو اس کے متعلق مضامین و موضوعات سے ہے سب سے اچھی اور مربوط تضمین وہ ہوتی ہے جس کے مصرعے متحد الخیال مفہوم کے حامل ہوتے ہیں۔ خمسے میں تیسرے اور چوتھے مصرع کے ہم مفہوم اور ہم خیال ــــــ یوں سمجھتے یہ ایک حوالے سے تیسرے اور چوتھے کی تشریح یا وضاحت کرتے ہیں۔ پہلے تین مصرعے بعد کے دو شعروں کی جداگانہ علامتوں استعاروں یا محاکات کے ذریعے تشریح یا وضاحت کرتے ہیں اور پھر یہ سلسلۂ خیال چوتھے اور پانچویں مصرعے پر جا کر مربوط اور مستحکم ہو جاتا ہے۔تضمین کی کامیابی اور اثر پذیری کا سارا انحصار پہلے تین مصرعوں کی مضمون آفرینی پر ہوتا ہے۔اردو تضمین نگاری کی روایت میں خمسہ تضمینوں کی روایت بہت مضبوط ہے، جان محمد قدسی کی معروف نعت

مرحبا سیدِ مکی ، مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

کی ہزاروں تضمینیں ہو چکی ہیں۔مرزا غالب اور الطاف حسین حالی نے بھی قدسی کی نعت پر خمسے لکھے۔ان تضمینوں سے مرتب ہونے والی کتابوں میں خمسہ ہائے غزل قدسی (مرتبہ محمد حسین خاں تحسین ۱۲۷۱ھ) حدیثِ قدسی (مرتبہ قاضی محمد عمر ۱۲۸۱ھ) صحیفہ قدسی (حصہ دوم حدیث قدسی) (مرتبہ حاجی سید شمشیر علی ۱۲۹۳ھ) وغیرہ معروف ہیں۔قدسی کی اس نعت پر لکھے گئے خمسوں اور تضمینوں کی تعداد میری معلومات کے مطابق دنیا بھر کی تمام نعتوں پر لکھی گئی تضمینوں سے زیادہ ہے بقول کالی داس گپتا رضا بنارس کے اخبار 'جریدہ روزگار' میں چار سال (۱۸۸۵۔۱۸۸۶۔۱۸۸۹۔۱۸۹۰) ہی کے پرچوں میں نعتِ قدسی کے دو سو سے زائد خمسے چھپے ــــ قیاسِ غالب ہے کہ خمسوں کی مجموعی تعداد پانچ سو کے قریب ہوگی۔

(متعلقات غالب: کالی داس گپتا رضا، ص ۱۴۔۳۰)

گزشتہ سو سالوں میں بھی اس نعت کی کئی تضمینیں ہوئیں معروف جدید شاعر حمایت علی شاعر نے بھی اس نعت پر لکھی گئی تضمینوں کو عہد وار مرتب کی ہے اور اُسے کتابی

صورت میں شائع کرنے کا اعلان کیا ہے (بحوالہ صریر خامہ نعت نمبر ص ۳۰) مجھے علم نہیں کہ شاعر صاحب کی مرتب کردہ تضمینوں کا یہ انتخاب شائع ہُوا یا نہیں ــــ

لاہور سے راجا رشید محمود کے ماہنامہ 'نعت' نے بھی اس نعت قدسی پر لکھی گئی تضمینوں کو عہدوار مرتب کیا ہے۔ اس کے علاوہ راجا رشید صاحب نے قدسی کی تضمینوں کی جمع آوری میں نمایاں کام کیا جو اُن کے معروف رسالے ،نعت، لاہور کی فائلوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔

جان محمد قدسی کے بعد نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ضمن میں ایک اور بڑا اثاثہ مولینا احمد رضا خاں بریلوی کے معروف سلام

مصطفی جان رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

کی تضمینیں ہیں یہ تضمین مقدار اور معیار دونوں حوالوں سے ہماری تضمینی نعت نگاری کا قابل قدر اور وقیع سرمایہ ہیں اور ایک جداگانہ تحقیقی و تنقیدی مقالے کی متقاضی ہیں۔

قدسی کی نعت کے بعد مولٰینا احمد رضا بریلوی کا سلام ؎ ''مصطفٰی جان رحمت پہ لاکھوں سلام'' کی بیسیوں تضمینیں بہ شکل مثلث اور مخمس ہوئیں انہیں جداگانہ طور پر بھی شائع کیا گیا اور بعض لوگوں نے انہیں علاحدہ کتابوں میں بھی مرتب کیا 'لاکھوں سلام' کے نام سے نعت کے معروف سکالر ڈاکٹر شہزاد احمد نے بھی انہیں شائع کیا ہے (مطبوعہ انجمن ترقی نعت کراچی) زیر تذکرہ انتخاب تضامین بر سلام رضا ۱۹۸۶ میں شائع کیا گیا اس انتخاب میں اس شعرائے کرام کے سلام رضا کے منتخب اشعار پر کہی گئی تضامین شامل ہیں۔ انہوں نے اس سلام پر اردو، سندھی، پنجابی اور فارسی زبان میں پچاس سے زائد تضامین بھی جمع کی ہیں۔

سلام رضا کی تضمین و تفہیم و تجربہ از پروفیسر منیر الحق کعبی مطبوعہ گجرات پر مفتی محمد مطیع الرحمن رضوی کا 'تنقیدی جائزہ' مطبوعہ ادارہ افکار حق بہار تضمینوں کے حوالے سے ایک مختلف انداز کی کتاب ہے مختلف اس اعتبار سے کہ اس میں مصنف نے سلام رضا تضمین و تفہیم اور تجزیہ کشیر ناظم کی تضمین پر سلام رضا 'خوان رحمت' اور شمس بریلوی کی مرتبہ حدائق بخشش، مفتی محمد خانصاب کی 'شرح سلام رضا' اور ڈاکٹر مسعود احمد کی 'انتخاب

حدائق بخشش' پر اپنے تنقیدی تاثرات کا اظہار کیا ہے (مصنف کے تنقیدی رویوں پر فقہی، مسلکی اور شعری اعتبار سے گفتگو کی گنجائش ہے)

حامد یزدانی کی زیرِ نظر تضمین ــــــ سلام رضا کے بیسوں معلوم اور (ان گنت غیر معلوم) تضامین میں سے ایک تازہ تضمین ہے جو رمضان المبارک ۱۴۳۱ میں ٹورنٹو کینیڈا میں مکمل ہوئی ہے اور اب قریباً ۱۳ سال بعد چھپ رہی ہے۔ حامد یزدانی نعتیہ تحقیق و تنقید کے حوالے سے ایک منفرد پس منظر رکھتے ہیں ۔ اُن کی تضمین کی پہلی قرات سے درج ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں۔

۱۔ یہ تضمین مولانا احمد رضا کے سلام کی مکمل تضمین ہے واضح رہے کہ اس سے قبل کم لوگوں نے اس سلام کے سب شعروں کی تضمین کی ہے اکثر تضمین نگاروں نے اپنی تضمین کو اِس سلام کے معروف دس پندرہ شعروں تک ہی محدود رکھا ہے۔

۲۔ یہ تضمین خمسے کی ہئیت میں ہے یعنی مولانا احمد رضا کے دو مصرعوں (ایک شعر) پر تین مصرے لگائے گئے ہیں۔

۳۔ یوں پہلے چار مصرے ہم قافیہ و ردیف ہیں اور ایک آخری مصرع مولینا احمد رضا کے سلام کے ہر شعر کو مصرع ثانی، تضمین کی روائت کے مطابق اپنے اس شعر کو مکمل کرتا ہے جس پر اس بند کی تضمین ہے۔

ہر طویل تضمین کی طرح حامد یزدانی کی اس تضمین پر بھی فنّی ، فکری اور فقہی کئی حوالوں سے بات ہوسکتی ہے۔ فنّی طور پر یہ تضمین پختہ کار اور ماہر تضمین نگار کا پتہ دیتی ہے اس کے بند بند پر محنت ہوئی ہے جو آرٹ (Art) سے زیادہ کرافٹ (Craft) کی مظہر ہے۔ مولٰینا احمد رضا خاں کا سلام چھوٹی بحر میں ہے۔ اس چھوٹی بحر میں بھی قریب قریب نصف حصہ قافیے اور ردیف پر مشتمل ہے یعنی ہر ٹیپ کے مصرعے میں اس آدھے مصرعے کا شمول ناگزیر ہے اب شاعر کے پاس پہلا نصف حصہ رہ گیا جس میں قافیے کا التزام بھی ضروری ہے یوں تضمین نگار کے پاس اپنے احساسات و افکار کے اظہار کے لئے کم جگہ رہ جاتی ہے ایسی زمینوں میں تضمین شاعر کا امتحان ہوتی ہے اور

اسے بہت کم جگہ میں نہ صرف اپنے خیال کو سمیٹنا ہوتا ہے بلکہ اُسے زیرِ تضمین شعر کی فکری فضا کو اپنے مصرعوں کے شمول سے ایک مربوط صورت بھی دیتی ہوتی ہے۔

مولٰینا احمد رضا کا سلام مہارت کا اعلیٰ نمونہ ہے مضامین ومحسوسات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کی شیفتگی، فدویت اور والہانہ پن مثالی ہے بعض مسائل میں ان سے اختلاف رکھنے والے بھی اُن کی جاں سپاری کا دل و جان سے اعتراف کرتے ہیں اس امر میں کبھی دو آرا نہیں ہوئیں کہ ان کی نعتوں میں فریفتگی اور شیفتگی کے جذبات مصرع مصرع سے چھلکے پڑتے ہیں۔

سید حامد یزدانی کی زیرِ جائزہ تضمین 'بہارِ قبول' مولانا احمد رضا بریلوی کے قصیدہ کی تازہ تضمین ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے نشاندہی کر چکے ہیں کہ نعتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تضمین نگاری ایک ایسا فن ہے جو بنیادی طور پر شاعر کی آرٹ سے زیادہ صنّاعی کی صلاحیت کی ترجمانی کرتا ہے اس میں تخلیقی ریاضت سے زیادہ محنت اور ماہرانہ پن کی ضرورت ہوتی ہے، اگرچہ بڑے بڑے باکمال شاعر اپنی مہارت اور تجربے سے 'آورد' میں بھی 'آمد' کا نکھار پیدا کر لیتے ہیں مگر اکثر تضمینوں کا بڑا حصہ کرافٹ کا نمونہ پیش کرتا ہے۔

سید حامد یزدانی کی تضمینی مساعی (جو حضرت امام احمد رضا خاں کے سلام کی تضمین میں صرف ہوئی) کے تین نمایاں پہلو ہیں۔

۱۔ اس مساعیِ جمیلہ کا ڈھانچہ تضمین کا ہے۔

۲۔ یہ تضمینِ نعت رسول اکرمؐ سے متعلق ہے۔

۳۔ یہ اعلیٰ حضرت کے معروف قصیدہ تائیہ کی تضمین ہے [اگرچہ قصیدہ حرف میم (سلام) پر ختم ہوتا ہے مگر وہ ردیف کا حصہ ہے، اس میں قافیہ رحمت، ہدایت (ت پر) ختم ہوتا ہے]۔

یہ تینوں مرحلے مشکل تھے اور ان مرحلوں سے آسانی سے گزرنا عام شاعروں کے بس کی بات نہیں تھی۔ واضح رہے کہ قصیدہ تائیہ کی چھوٹی بڑی بیسوں تضمینیں ہو

چکی ہیں۔ جوفکری اور فنّی طور پر ایسی مختلف اور منفرد شعری صلاحیتوں کی امین ہے [ان تضمینوں پر 'مولینا احمد رضا خاں کے نعتیہ قصیدہ تائیہ کی تضمینوں کا تقابلی مطالعہ' کے عنوان سے ایک جداگانہ تحقیقی وتنقیدی سندی مقالہ تیار ہوسکتا ہے]

مقامِ اطمینان ہے کہ یہ تضمین سید حامد یزدانی جیسے کہنہ مشق نعت نگار نے رسماً نہیں دلی تشویق سے کی ہے اور اِس کا بخوبی حق ادا کیا ہے جیسا کہ ہم پہلے نشاندہی کر چکے ہیں تضمین کی مختلف شکلیں ہوتی ہیں۔ یہ تضمین خمسہ کی شکل میں ہے پہلے تین مصرعے تضمین نگار کے اور بعد والے دو اس شاعر کے جس کے کلام کی تضمین ہو رہی ہے یعنی مولینا احمد رضا خاں بریلوی کے ــــــ

نعت کی مناسبت سے اس تضمین میں انتہائی ادب و احترام اور سنجیدگی کی ضرورت تھی جسے مصرع بہ مصرع ملحوظ رکھنا ضروری تھا ہے۔ یہ قصیدہ قریباً ایک صدی سے عوام کے ساتھ شاعروں کے زیرِ مطالعہ رہا ہے اور عشرہ بہ عشرہ اس کی احترام و عقیدت میں گندھی ہوئی اور محاسن شعری سے لدی ہوئی تضمینوں کے مختلف نمونے ہمارے سامنے آرہے ہیں۔ اس قصیدہ میں تضمین کی ایک اور پابندی اس کی بحر اور ردیف سے پیدا ہوتی ہے۔

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

اس کلام میں رحمت کی 'ت' سے سلام کی 'میم' تک کا حصہ ردیف پر مشتمل ہے۔ (فاعلن فاعلن فاعلن فاعلان بحر متدارک مثمن مذال) اس میں تضمین نگار کے لیے اپنے افکار کے اظہار کی گنجائش بہت کم بنتی ہے۔

اعلیٰ حضرت کے مرصع مسجع ڈکشن اور ان کی ماہرانہ پُرکاری کے حامل قصیدے کی تضمین ایک بڑا نازک چیلنج تھا۔ اس قصیدے پر لکھی جانے والی ایک صدی کی تضمینوں کی موجودگی میں حامد یزدانی کا عزمِ تضمین یہ بلاشبہ حوصلہ اور ہمت کی بات ہے۔ سو حامد صاحب کا عزم وارادہ ہی خوش آئند ہے اس پر اُن کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے،

انہوں نے معاصر نعت میں اعلیٰ حضرات کے قصیدہ کی تضامین میں ایک اہم تضمین کا اضافہ کیا۔

اِس تضمین کی اہمیت اُس فنّی مہارت کے سبب ہے جس کا اظہار اِس کے ہر بند سے ہوا ہے اعلیٰ حضرت کے قصیدے کی شعری زمین چونکہ مختصر ہے لٰہذا اس میں تراکیب کا زیادہ استعمال ایک فطری بات تھی اہلِ فن اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ تراکیب سے شعری زبان میں مطلوب ایجاز اور سمٹاؤ کی سہولت پیدا ہو جاتی ہے اعلیٰ حضرت کا قصیدہ بھی خوبصورت تراکیب سے مزین ہے۔اس کے آغاز ہی میں جان رحمت اور شمع بزم ہدایت کی تراکیب آئی ہیں ان تراکیب کی برکت کہ گذشتہ ایک صدی سے بچے، جوان، بزرگ، عورتیں اور عام لوگ اسے ذوق وشوق سے پڑھ رہے ہیں۔عربی، فارسی، اردو اور ہماری دوسری زبانوں میں شاعری میں سب سے زیادہ پڑھے جانے والا یہ سلام گھروں، مسجدوں، مجلسوں میں اس طرح رائج اور مقبول ہے کہ اس کی نشریاتی فضیلت بارے کسی شماریاتی جائزے کے بھی ضرورت نہیں۔

حامد یزدانی کی تضمین کا مطالعہ کئی پہلوؤں سے ہوسکتا ہے مثلاً

۱۔ اس میں سیرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعات
۲۔ قرآنی آیات کے حوالہ جات
۳۔ احادیثِ رسولِ اکرمؐ کی نشاندہی
۴۔ اسمائے رسول مقبول
۵۔ تشبیہ واستعارات ودیگر محاسن شعری
۶۔ محاکات/ امیجز
۷۔ حس آمیزی(Synethesia)
۸۔ لسانی فضا یعنی تراکیب اور الفاظ وغیرہ

دیگر محاسنِ شعری سے قطع نظر ہم یہاں اُس قصیدے کی لسانی فضا یعنی یہاں صرف تراکیب والفاظ کا جائزہ لیتے ہیں۔تخلیقی نعت نگار تراکیب سے ایجاز کا کام لیتے

ہیں۔تراکیب دو یا تین الفاظ سے مل کر بنتی ہے مگر یہ اپنے میں ایک جہان معنی ہوتی ہے ۔تراکیب شناس جانتے ہیں کہ بعض اوقات دو مختلف ومتضاد الفاظ مل کر ایک ایسا نیا امیج بنا دیتے ہیں جو تراکیب کے بغیر زیادہ لفظوں کو استعمال سے بھی نہ بن جائے۔سید حامد یزدانی نے اپنی تضمین میں بیسوں خوبصورت تراکیب تخلیق کی ہیں۔حامد کی تراکیب عربی اور فارسی الفاظ پر مشتمل ہیں اور اپنے اندر گہرے مطالیب لئے ہوئے ہیں۔مثلاً

شانِ ختمِ رسالت، احسانِ نعمت، اُمّیِ جانِ حکمت، آسمانِ سخاوت، منبعِ وشانِ رحمت، نازِ خیرالبریّہ، صاحبِ قُربِ مولا، میہمانِ معلّٰی، مُحیِ لُطف و رافت، زاہدِ پاک فطرت، آفتابِ نبوّت، رافعِ رُتبِ اُمت، کاشفِ رازِ وحدت، مخزن و قاسمِ حُسن و نورِ حرم، صاحب الدّرجات الرّفیعہ، قائدِ خیرِ امّت، سببِ ابتدا، کافِ روزِ جزا، ذاتِ محمود، منبعِ رحم وجُود، باعثِ عَفو و رحمت، قیّمِ حسنِ سیرت، شانِ اکلیلِ بعثت، فتحِ بابِ نبوّت، باعثِ قُربِ خوابِ حضوری، ساقیِ کوثر، صاحبِ سلسبیل، وصفِ مفتاحِ رحمت، معنیِ بعد وقربت، نجمِ ثاقب، فاتحِ باب، رازدارِ حقیقت، دولتِ حسنِ خیرالوریٰ، شانِ سخا، محسنِ آدمیّت، ساقیِ حوضِ جنت، بحرِ حسنِ سخاوت، اربِّ داور، ماہتابِ ثنا، باعثِ ہر سعادت، حرفِ حق، لہجۂ حق نما، سراجِ اُفق، ذاتِ طاہر، غیاثِ ذکاوت، گنجینۂ علم، قصدِ اعلانِ شوکت، صاحبِ بیّنات، پیامِ ابدگیر، محسنِ عالمیں، آفتابِ نوا، تابشِ رُوئے رحمت، شوکتِ کُوئے عظمت، ضربِ شمشیر، صاحبُ السیف، رسول الملاحم، جامعِ خیر و برّ، غیثِ لطف سراسر، شافعِ روزِ محشر، خونِ خیرالرُّسل، اہلِ بیتِ مقدّم، رشکِ جہاں، رشکِ جناں، جانِ لولاک، حُبِّ عِزّالعرب، حامیِ سرورِ ہاشمی، مرجعِ سالکیں، قبلۂ عارفیں، خدمتِ صاحب التّاج، خواجۂ اولیاء، رہبرِ رہبراں، گلشنِ اصفیاء، وقفِ توصیفِ خیرالبشر وغیرہ وغیرہ۔

اس فہرست پر ایک نظر ڈالنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے مختلف الفاظ کے زوج سے کیسی کیسی خوبصورت تراکیب استعمال کی ہیں ان تراکیب سے حامد کے موضوعات ومضامین نعت میں صرف بلاغت پیدا نہیں ہوئی بلکہ تضمین کی زبان اور

اظہار میں بھی ندرت بھی پیدا ہوئی ہے۔

نعت کے باب میں سید حامد یزدانی ایک مبارک پس منظر رکھتے ہیں ان کے والد سید یزدانی جالندھری معروف نعت نگار تھے ان کا نعتیہ مجموعہ ’توصیفِ خیر البشر‘‘ اور ایک طویل نعتیہ مثنوی ’’صبح سعادت‘‘ اردو کی نعتیہ شاعری کا اہم اثاثہ ہے۔اس پس منظر کے حوالے سے حامد یزدانی کا نعت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے انسلاک کئی عشروں پر پھیلا ہُوا ہے۔

اس خمسے میں ایسے کئی بند ہیں جن میں کوئی تراکیب نہیں یا ایک دو ہیں۔ تاہم بحیثیت مجموعی اس تضمین خمسے میں تراکیب بھی ندرت کے ساتھ آئی ہیں اگر تراکیب کے حوالے سے اس خمسہ کا مطالعہ کیا جائے تو صنعت ایجاز کے کئی نمونے تراکیب کے ذریعے نمایاں ہوئے ہیں۔ حامد یزدانی کی تراکیب کی فضا ایمانیات کے ذخیرہ خیز الفاظ سے عبارت ہے ان کے ڈانڈے قرآنی الفاظ، اسمائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور احادیث سے ملے ہوئے ہیں اگر ان تراکیب کی تخریج کی جائے تو حامد یزدانی کے نعتیہ ڈکشن کے کئی ایسے گوشے سامنے آئیں گے جو ان کی مذہبی معلومات اور دینی گہرے انسلاک کی نشاندہی کرتے ہیں۔

حامد یزدانی نے اپنی تضمین کو تراکیب کی کثرت سے بوجھل نہیں ہونے دیا یوں یہ تضمین آج کی شاعری کے لسانی پیرائے کے قریب ہوگئی ہے اگرچہ معاصر غزل اور نعت میں تضامین نگاری کی وہ کثرت نظر نہیں آتی جو آج سے چار پانچ عشرے پہلے عام تھی لیکن حامد نے تضمین نگاری کی روایات کو موجود رکھتے ہوئے اس قصیدہ کی خوبصورت تضمین کی ہے۔حامد کی تضمین کے درج ذیل بند ملاحظہ ہوں

با صفا، با حیا اُس نظر کی قسم
اُن کی رفتار ، اُن کی ڈگر کی قسم
فرش سے عرش تک اُس سفر کی قسم
’’کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم
اُس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام‘‘

جن کی خاموشی ارفع ہے تقریر سے
خواب سچے سدا بڑھ کے تعبیر سے
زیست بدلی پیامِ ابد گیر سے
''زرعِ شاداب و ہر ضرعِ پُرشیر سے
برکاتِ رضاعت پہ لاکھوں سلام''

ہم پڑھیں دیکھ کر پیاری جالی، درُود
آرزؤں ، دعاؤں کی ڈالی، درُود
پیش ہے دو جہانوں کے والی، درُود
''اعتلائے جبلّت پہ عالی درُود
اعتدالِ طوّیت پہ لاکھوں سلام''

کِھلتی کِھلتی دھنک میں چمکتی درُود
رنگیں رنگیں پرندے، چہکتی درُود
لہروں لہروں لہکتی، دَمکتی درُود
''بھینی بھینی مہک پر مہکتی درُود
پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام''

ایک اور بات جس کے ذکر کے بغیر اس تضمین کے لسانی عناصر کا مطالعہ ادھورا رہے گا۔ اس کی وجد آفریں فضا اور رنگ ونور سے اجلا ماحول ہے اس تضمین میں ایسے بیسوں الفاظ بتکرار استعمال ہوئے ہیں جن میں خوشی، روشنی، لطف، رافت، احسان، پاکی، زیب وزینت، الطف، حسن ونور، پیار، ثمر، رحمت، محمود، عفو، حسن، خواب، خواہش، سلسبیل، حضور، دولت، شان، عطا، مصباح، پرتو، حسن یکتا، سعادت، پتیاں، گلاب، عاطفت، ڈالیاں، بدلیاں، بحر لطف، مشک، مہک، صبا، مہتاب، گالے، خلق، جمال، سہرا، دمک، دلکشی، نور، صبح روشن، پیارے انداز، طیب ادا، زینت، صباحت، نکھری نکھری، جھلملانے، مسکرانے، سنہری، رنگیں، رشک حسن چمن، لعل یمن، نیاری نیازی

مبشر کی شان، نجم تاباں، گلِ رُخ، راحت، صباحت، معدن، گلشن، بہار، گل، نور کے دریا، بخشش کی کلیاں، حسیں رحمتیں، سعادت کی شمعیں، شریں زباں، دف، خوشبو، رشک باغ عدن، شگوفے، آفتاب، رحمت کی گھٹا، شریں شریں، اجلی اجلی، پھول، کلیاں، بہاریں، مہکتی دھنک، تابش، شوکت، شفقت، نور رحمت، فتح ونصرت، خوشبو، خوش خلق، خوش رو، لطف سراسر، حسن تقدیر، نوری تنویر، مہ ومہر، لاڈلا باصفا، عکس حسن نبی، رونق فزا، روشنی، چاندنی، چاند، سورج، جگمگائیں، گلستاں، کامرانی، امن، ایثار، روشنی، سخاوت، احسان، انوار، حسیں، پرچم نوردیں، صبح طرب، چاہت، رونق، ہالہ ناہ، اجالا مہ نو، لطف پیہم، محب، شاد، تاب حسن، گلشن اصفیا، معطر، جمال، سخاوت، احسان، انوار، حسیں، پرچم نوردیں، صبح طرب، چاہت، رونق، ہالہ ناہ، اجالا مہ نو، لطف پیہم، محب، شاد، تاب حسن، گلشن اصفایا، معطر، جمال، عظمت، نوری نہاد، ولایت ماب، خیر، ثواب، نوری پیکر، حسن منظر وغیرہ وغیرہ جیسے الفاظ تراکیب اور حوالے استعمال ہوئے ہیں اس ذخیرہ الفاظ وتراکیب کی فضا نے اس تضمین میں ایک مثبت، نورانی بہجت کی فضا پیدا کر دی ہے اس لسانی ماحول سے یہ نعتیہ تضمین جلال آثار اور نور افروز کیفیات کی حامل ہوگئی ہے۔ایک سرمستی خوشی اور کیف ورعنائی کے ہالے نے اس تضمین کو اس طرح اپنی گرفت میں لے رکھا ہے کہ قاری پر اس کا تاثر بڑا خوشگوار ہو گیا ہے۔

بحیثیت مجموعی 'بہارِ قبول' مولینٰا احمد رضا خاں کے قصیدہ تائیہ کی تضمین اردو نعت کے معاصر منظر نامے میں ایک خوشگوار اضافہ ہے۔

ریاض مجید

ڈائریکٹر ریسرچ اینڈ پبلی کیشنز

رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی فیصل آباد کیمپس، فیصل آباد

سیّد حامدؔ یزدانی کی تضمین بر سلامِ رضاؒ!.....

تجدیدِ متن کی عمدہ مثال!

اعلیٰ حضرت احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی نعتیہ شاعری اسلوب اور متنی استنادی شان کے حوالے سے بے مثال ہے۔ یوں تو ان کی تمام ہی نعتیہ شاعری لائقِ تحسین وتقلید ہے لیکن ان کا لکھا ''سلام'' ان کا تخلیقی شاہکار ہے۔

واضح رہے کہ نعتیہ شاعری میں اگر ردیف ''سلام'' ہو تو وہ نعتیہ کلام ''سلام'' کہلاتا ہے۔سلام کا عنوان،سلام کا قافیہ یا سلام کی ردیف کسی تخلیقی متن میں نہ ہو تو جو کچھ بھی از قبیلِ نعت لکھا جاتا ہے اسے صرف ''نعت'' کا عنوان دیا جاتا ہے۔نعتیہ مجموعوں اور دواوین میں بھی ''نعت'' اور ''سلام'' کا یہ امتیاز برقرار رکھا جاتا ہے۔

اسی اصول کے تحت، ہر اس شاعری کو جو کسی بزرگ سے عقیدت کے اظہار کے لیے کی جائے اسے صرف منقبت سے موسوم کیا جانا چاہیے۔اس منقبت کو ''سلام'' صرف اس صورت میں کہا جانا چاہیے جب کہ نظم کا عنوان، قافیہ یا ردیف ''سلام'' ہو۔نہ جانے کیسے بعض اہلِ ادب نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو خراجِ عقیدت پیش کرنے والے شعری متون کو ''سلام'' کا نام دیدیا ہے۔یہ مناسب نہیں ردیف سلام نہ ہو تو ہر حسینی تخلیق ''منقبت'' کہلائی جانی چاہیے۔نعتیہ شاعری میں یہ فرق از روزِ اول رکھا گیا ہے۔

خیر یہ تو ایک جملۂ معترضہ تھا،اس وقت مجھے سید حامد یزدانی کی تضمینِ سلامِ رضاؔ رحمۃ اللہ علیہ پر کچھ عرض کرنا ہے۔

سلام رضا کی تضامین کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے۔ بے شمار شعرائے نے یا تو پورے سلام کی تضامین لکھی ہیں یا منتخب اشعار کی تضمین لکھ کر خود کو داخلِ حسنات کیا ہے۔

تضمین (فت ت، سک ض، ی مع) کے معنی ہیں ''جگہ دینا، ملانا، شامل کرنا؛ (معانی بیان) کسی مشہور مضمون یا شعر کو اپنی نظم میں داخل یا چسپاں کرنا، دوسرے کے شعر پر مصرعے یا بند لگانا''۔ (اردو لغت)

تضمینی عمل میں مجھے متن کی ہم رشتگی یا بین المتنیت (Inter-textuality) کا تصور بھرپور طریقے سے عمل آرا نظر آتا ہے۔ کیوں کہ اس میں شعوری طور ماضی کے کسی شعری متن (Poetic Text) کی تجدید کی جاتی ہے۔ تضمین نگار کسی اور شاعر کے کلام کو قاری اساس (Reader-Oriented) بنیاد پر شعری متن کی تفہیم کے لیے اپنی رائے قائم کرتا ہے اور پھر اپنی سمجھ کے مطابق اس متن کی معنوی تعبیر کرتے ہوئے اس میں اپنی تخلیقی جبلت کے بل بوتے پر نئے شعری متن کا ہالہ بنا دیتا ہے۔ تضمین نگار کے تحت الشعور میں یہ بات ہوتی ہے کہ کسی شاعر کا تحریری متن تعبیر و تشریح و تفسیر کا متقاضی ہے۔ ایک جذبہ یہ بھی ہوتا ہے کہ کسی معروف شاعر کے کلام کے ساتھ اپنی تخلیقی پرواز اور فکری اڑان کا مظاہرہ کیا جائے۔ تقدیسی ادب میں کسی مقبول کلام سے پیوستہ شعر گوئی کے باعث داخلِ حسنات ہونے کا جذبہ بھی ہوتا ہے۔ سلامِ رضاؔ چوں کہ بہت مقبول ہے اس لیے اس کی تضامین بھی لاانتہا ہو چکی ہیں۔ پیشِ نظر تضمین، سلسلۂ تضامین میں ایک اضافہ ہے۔

سلامِ رضاؔ ایک طویل تخلیق ہے۔ اس کا آہنگ قصیدہ نما ہے، لیکن اس میں قصیدے کے متعین اجزا یعنی تشبیب، گریز، مدح اور دعا کی تعیین نہیں کی گئی ہے۔ شروع سے آخر تک صرف حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت و رسالت، محاسنِ اخلاق، رحمۃً للعالمینی کے اثرات، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب، آل، ازواجِ مطہرات اور امت کے اولیاء کرام کا تذکرہ ہے جس میں شعری لطافت اور اظہاری قدرت کے جوہر دکھائے

گئے ہیں۔اختتام پر دعائیہ اشعار ہیں۔ پورا سلام مکمل طور پر تلمیحات سے لبریز ہے۔ اس سلام کو سمجھنے کے لیے علمیت کی ضرورت ہے کیوں کہ اس میں بیشتر تلمیحاتی اشارے، معنوی گرہ کشائی کے متقاضی ہیں۔

تضمین کی کئی صورتیں ہوتی ہیں۔مثلاً کسی شاعر کے ایک شعر کے کسی مصرعے پر پوری نظم لکھنے کے بعد آخر میں اُس شاعر کا پورا شعر لکھ دینا۔جیسا اقبال نے اپنی ایک نظم بعنوان ''خطاب بہ نوجوانانِ اسلام'' میں کیا ہے

کبھی اے نواجواں مسلم! تدبر بھی کیا تونے
وہ کیا گردوں تھا، تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا؟

اور یوں گیارہ اشعار کہنے کے بعد، نظم کا اختتام غنی کاشمیری کے فارسی شعر پر کیا ہے:

''غنی روزِ سیاہِ پیرِ کنعاں را تماشا کن
کہ نورِ دیدہ اش روشن کند چشمِ زلیخا را''

(اے غنی! حضرت یعقوب علیہ السلام کی محرومی کا عجیب نظارا دیکھ، کہ ان کی آنکھوں کا نور [زائل ہو کر] زلیخا کی آنکھوں کو روشنی بخش رہا ہے)

اسی طرح ''تضمین بر شعرِ ابوطالب کلیم'' میں کیا ہے:

خوب ہے تجھ کو شعارِ صاحبِ یثربؐ کا پاس
کہہ رہی ہے زندگی تیری کہ تو مسلم نہیں

ایسے چھ اشعار کے بعد ابوطالب کلیم کا شعر نقل کر دیا ہے:

''سرکشی باھر کہ کردی رامِ او باید شدن
شعلہ ساں از ہر کجا برخاستی آنجا نشیں''

(تو نے جس سے سرکشی کی ہے اب ضروری ہے کہ تو پھر اسی کا فرماں بردار بن جائے۔جس مقام سے شعلے کی طرح اٹھا تھا پھر وہیں اپنا ٹھکانہ بنا لے) (بانگِ درا)

اکا دکا شعر کی تضامین کی مثالیں بھی مختلف شعرا کے کلام میں مل جاتی ہیں۔مثلاً غالبؔ نے ناسخ کے مصرعے پر تضمین کی ہے:

غالب اپنا یہ عقیدہ ہے بقولِ ناسخؔ
''آپ بے بہر ہے جو معتقدِ میر نہیں''

یا سودا نے خواجہ میر درد کے مصرعے پر مصرع فراہم کیا ہے:

میں کیا کہوں کہ کون ہوں سودا بقولِ درد
''جو کچھ کہ ہوں سو ہوں غرض آفت رسیدہ ہوں''

تضمین کی ایک صورت یہ ہے کہ کسی شاعر کے کسی ایک مصرعے پر ایک، دو یا تین مصرعے لگا کر آخیر میں اسی شاعر کا پورا شعر نقل کر دیا جائے۔ جیسا کہ پیشِ نظر تضمین میں ہوا ہے:

شانِ ختمِ رسالت پہ لاکھوں سلام
رَب کے احسانِ نعمت پہ لاکھوں سلام
پیارے آقا کی عظمت پہ لاکھوں سلام
''مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام''

اس تضمین میں سیّد حامدؔ یزدانی نے احمد رضاؔ خانؒ کے ہر شعر پر تخمیس کے اصول پر تین تین مصرعے کہہ کے، پانچ مصرعوں کا ایک بند تخلیق کیا ہے۔ اس تضمینی عمل سے یا تو سلامِ رضاؔ کے متن کی تشریح ہو جاتی ہے یا اس متن کی معنیاتی وسعت ظاہر ہوتی ہے۔

درجِ بالا بند کے اصل شعر میں، احمد رضاؔ خانؒ نے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو 'جانِ رحمت'' اور بزمِ ہدایت کی ''شمع'' کہہ کے قرآنی تلمیحات کی طرف محض اشارہ کیا تھا۔ یعنی (۱) وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ (اور ہم نے تمھیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے [سورۃ الانبیاء ۲۱، آیت ۱۰۷ کنزالایمان]) (۲) وَدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذۡنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيۡرًا۔ ([ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو] اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب [بنا کر بھیجا] ۰ سورۃ الاحزاب ۳۳، آیت ۴۶۔ کنزالایمان])

تضمین نگار نے پہلے مصرعے میں ختمِ نبوت، دوسرے مصرعے میں اللہ تعالیٰ کے عظیم احسان کا ذکر کر کے قرآنی آیات کی طرف تلمیحی اشارہ کیا ہے۔

(۱) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ (محمد تمھارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں۔ ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں میں پچھلے [ہیں۔۔یعنی آخرالانبیاء، کہ نبوت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ختم ہوگئی][کنزالایمان])

(۲) لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ۔۔۔ (بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انھیں میں سے ایک رسول بھیجا۔۔۔سورہ آلِ عمران ۳، آیت ۱۶۴۔۔کنزالایمان)

تیسرے مصرعے میں ”پیارے آقا کی عظمت پہ لاکھوں سلام“ کہہ کر حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت کا ذکر کیا اور اس طرح سلام رضاؔ کے ایک شعر کی معنیاتی توسیع کرتے ہوئے اپنے تخلیقی متن کو اعلیٰ حضرت کے تخلیقی متن سے پیوستہ کیا۔

اسی طرح سلام کے دیگر اشعار کی تضمین کی ہے۔

اُمّیٔ جانِ حکمت پہ روشن دُرود
آسمانِ سخاوت پہ روشن دُرود
منبعٔ و شانِ رحمت پہ روشن دُرود
”مہرِ چرخِ نبوّت پہ روشن دُرود
گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام“

دوسرے بند میں ”اُمّیٔ جانِ حکمت“ کہہ کر یہ واضح کر دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُمّی (دنیاوی زندگی میں کسی کے آگے زانوئے تلمذ تہہ نہ کرنے والے) ہو کر ہر قسم کی ”حکمت“ کی جان ہیں۔ یہاں مجھے فیضی کا ایک شعر یاد آ گیا وہ کہتا ہے:

اُمّی و دقیقہ دانِ عالم
بے سایہ و سائبانِ عالم

اس طرح صرف ”اُمّیٔ جانِ حکمت“ کہنے سے فیضی کے شعری متن کی تجدید بھی ہوگئی۔

تضمین نگار نے دوسرے اور تیسرے مصرعے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سخاوت کا ذکر کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو رحمت کا منبع اور شان کہا ہے۔ یہ بھی شعرِ رضاؒ کی معنوی توسیع کا ایک انداز ہے۔

اگلے بند میں قافیے کی مناسبت سے قوافی برتتے ہیں اور ''تاجدارِ حرم'' کو ردیف بنایا گیا ہے۔ اس تضمینی عمل میں تضمین نگار نے اصل شاعر کے شعری مزاج سے ہم آہنگ مصرعے لگا کر بند مکمل کیا ہے۔

آپ شاہِ اُمم، تاجدارِ حرم
ہیں کرم ہی کرم تاجدارِ حرم
عاصیوں کا بھرم تاجدارِ حرم
''شہر یارِ ارم ، تاجدارِ حرم
نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام''

یہاں ملفوظی ترکیبیں بھی بڑے سلیقے سے تخلیقی عمل کا حصہ بنی ہیں۔ لگے ہاتھوں یہ بھی واضح کر دیا جائے کہ ترکیب سازی کیا ہوتی ہے۔ اس ضمن میں ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں:

''دو غیر متعلق الفاظ کو زیر کے ذریعے سے جوڑ کر نیا لفظ بنا لینا۔ استعارہ سازی کی مانند ترکیب تراشی بھی ذہن کی خلاقی کی مظہر ہوتی ہے۔ ترکیب کو رُخِ اسلوب کا غازہ سمجھنا چاہیے۔ بلند خیال، اعلیٰ تصور اور ارفع تخیل کے کامیاب اظہار میں ترکیب ممد ثابت ہوتی ہے۔ اس سے ابلاغ میں دلکشی پیدا ہو جاتی ہے۔'' (تنقیدی اصطلاحات، ص ۸۵)

اس تعریف کی روشنی میں جب ہم سیّد حامدؔ یزدانی کی ترکیب سازی کا جائزہ لیتے ہیں تو ان کی خلاقیت کی داد دینی پڑتی ہے۔ ان کی چند ترکیبیں ملاحظہ ہوں:

نازِ خیر البریّہ، صاحبِ قُربِ مولا، میہمانِ معلّٰی، مُحیِٔ لُطف و رافت، زاہدِ پاک فطرت، آفتابِ نبوّت، کاشفِ رازِ وحدت، سببِ ابتدا، کافِ روزِ جزا، منبعِ رحم وجوُد، قیّمِ حسنِ سیرت، شانِ اکلیلِ بعثت، وحیدِ فضلیت، جوہرِ فردِ عزّت، وصفِ مفتاحِ رحمت، معنیٔ بُعد و قربت، سِرِّ غیبِ ہدایت، اکرمِ خلق، ظلہٖ قصرِ رحمت، آفتابِ نوا، گریۂ

ابرِرحمت، تابشِ رُوئے رحمت، شوکتِ کُوئے عظمت، دائمی جُوئے شفقت، اہلِ بیتِ مقدّم (اس ترکیب پر مزید گفتگو ہونی ہے)۔۔۔۔وغیرہ وغیرہ میں ترکیب سازی کی تخلیقی ہنرمندی نظر آتی ہے۔ان تمام تراکیب میں دو یا دو سے زیادہ مختلف خاندان کے الفاظ کو حروفِ عطف کے ساتھ جوڑنے سے معنیاتی ہالے میں بڑی وسعت اور طرفگی پیدا ہوگئی ہے۔

دراصل ترکیب سازی کے عمل میں زبان کی صوتی اکائیوں کا تال میل ہوتا ہے۔ بقول قاضی افضال حسین ''زبان کی صوتی اکائیاں ایک دوسرے سے اپنے ربط کی نوعیت کے حوالے سے Signifiers کی ایک نئی ترتیب تشکیل دیتی ہیں، جسے ہم بنیادی متن کی تعبیر کہہ سکتے ہیں اور یہ نیا متن خود اپنی ایک نئی تعبیر کے لیے اپنے نئے روابط میں فعال (Active) ہوجاتا ہے''۔۔۔''زبان ایک طرف تو معنی کی تشکیل کا فریضہ انجام دیتی ہے اور دوسری طرف اپنے اجزا کے باہم ارتباط کے ذریعے ''معنی'' کے ''التوا'' کی وہ صورت پیدا کرتی ہے جو متن کی توسیع اور اس میں کثرتِ معنی کا بنیادی سبب ہے''۔(قاضی افضال حسین، تحریر اساس تنقید، تنقید کی جمالیات، جلد ۶، مرتبہ: پروفیسر عتیق اللہ، فکشن ھاؤس، لاہور، ص ۳۷۰)

سید حامد یزدانی نے اس تضمین میں جہاں جہاں ترکیب سازی کی ہے اس میں معنی کی تکثیریت کی خوبی پیدا ہوگئی ہے۔اس شعری عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ احمد رضا خانؒ کے اصل متن کو ''معنی کے التوا'' کا سامنا تھا، جسے تجدیدی عمل سے پورا کیا گیا۔ بلاشبہ، سیّد حامدؔ یزدانی، کی ترکیب تراشی، شاعرانہ تمثیل نگاری کی ایک اچھی مثال ہے صرف ایک ترکیب ''اہلِ بیتِ مقدّم'' کا تلمیحاتی اور معنیاتی پھیلاؤ دیکھیے!

اہلِ بیتِ مقدّم پہ اکثر درُود
بھیجیے اُن پہ بہتر سے بہتر درُود
طاہرانِ مقدّس پہ اطہر درُود
''جلوہ گیّانِ بیت الشرف پر درُود
پردگیانِ عفّت پہ لاکھوں سلام''

اس بند میں شاعر نے امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہنّ کے ذکر میں ''اہلِ بیتِ مقدّم'' کہہ کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں جن اہلِ بیت کا ذکر پاتے ہیں وہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہنّ ہیں۔اس لیے اوّلین اہلِ بیت کی مصداق وہی ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے دعا کے ذریعے جن مقدس ہستیوں کو اہلِ بیت میں شامل فرمایا تھا، وہ بھی اہلِ بیت میں شامل ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی ازواج کو مخاطب فرمایا ہے۔اس تشریح کی ضرورت اس لیے محسوس ہوئی کہ بعض بدبخت، نبی علیہ السلام کی ازواجِ مطہرات کو اہلِ بیت میں شامل کرنے سے کتراتے ہیں۔

کلام رضا کے شارح الحافظ القاری مولانا غلام حسن قادری نے اعلیٰ حضرت کے مذکورہ اشعار کی تشریح کرتے ہوئے بجا طور پر وضاحت کی ہے کہ:

''اہلِ بیت کا غلط مفہوم بیان کر کے جن نفوسِ قدسیہ کو ہی اہلِ بیت قرار دیا جاتا ہے وہ تو ایک بار کملی کی چھاؤں میں آئے ،مگر ازواجِ مطہرات تو ساری زندگی حضور علیہ السلام کے بستر اور گھر کی زینت بنی رہیں۔بھلا بیوی اگر گھر والوں میں نہ ہوگی تو اور کون ہوگا۔یہ لغت کا ہی نہیں محاورے کا بھی مذاق اُڑانے کے مترادف ہے۔۔۔لوگ کہتے ہیں ایک بیوی قریب آئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے پیچھے ہٹا دیا کہ خبردار قریب نہ آنا۔۔۔اللہ کا نبی ایسی بولی نہیں بولتا اس کا بولنا خدا کا بولنا ہوتا ہے۔حضور علیہ السلام نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرمایا تھا ''انت علیٰ خیر''۔۔۔تو تو پہلے ہی خیر یعنی اہلِ بیت میں شامل ہے۔میں تو علی اور اس کے بچوں کو بھی اہلِ بیت میں شامل کر رہا ہوں، تمھیں تو نہیں نکال رہا۔'' (شرح کلام رضاؒ ص ۱۰۵۶

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اہلِ سنت والجماعت کا نظریہ اور اس نظریئے کی خود حضرت علیؓ کے اقوال سے سند لا کر جو شعری متن اعلیٰ حضرت نے تخلیق کیا تھا اس کی تضمین میں حضرت علیؓ کے اوصاف بیان کرنے کے بعد وہ شعر نقل کیا گیا ہے جس میں اہلِ رفض اور اہلِ خروج کا دفعیہ خود حضرت علیؓ سے منسوب ہے:

پرچمِ نورِ دیں کو وہ بخشا عرُوج
تھر تھرانے لگے ظلمتوں کے بُروج
آیا جو بھی مقابل، گرا مثلِ عُوج
''اوّلیں دافعِ اہلِ رفض و خروج
چارمی رُکنِ ملّت پہ لاکھوں سلام''

اعلیٰ حضرت کے اس شعر کی تشریح فرماتے ہوئے شارحِ کلامِ رضاؔ نے لکھا:

''سیدنا علی شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے رافضیوں اور خارجیوں (دشمنانِ صحابہ واہلِ بیت) کے ساتھ باقاعدہ جنگ کر کے ان کے فتنوں کا قلع قمع فرمایا اور ملتِ اسلامیہ کے چوتھے خلیفۂ راشد اور دین کا مضبوط ستون بن کر مسلمانوں کی رہنمائی فرمائی اور بڑی جرأت سے ساری عمر فتنوں کا مقابلہ فرماتے رہے۔ اللہ تعالیٰ کے ان پہ کروڑوں سلام ہوں۔'' (ص۱۰۶۹)

تضمین نگار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت کا نقشہ کھینچ کر اصل شعر کی معنوی توسیع کی کوشش کی ہے۔

جس کی ہیبت سے لرزاں جفا کے برُوج
جس کا پیغام ہے: خواہشوں کو نہ پوج
جس کا منشا ہے دینِ خدا کا عروج
''ماحیٔ رفض و تفضیل و نصب و خروج
حامیٔ دین و سنّت پہ لاکھوں سلام''

اس بند میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شجاعت کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آپؓ کا منشا دین اللہ کا عروج دیکھنا تھا اسی لیے آپؓ نے اپنے عمل سے یہ پیغام دیا کہ اپنی خواہشوں کی پوجا نہ کی جائے۔ شارحِ کلامِ رضاؔ نے لکھ:

''رافضیت و خارجیت، چاہے وہ ناصبیت کی شکل میں ہو یا تفضیلیت کی شکل میں ان تمام کی بدعقیدگیوں کا خاتمہ کر کے آپ دینِ اسلام اور سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

حمایت کرنے والے مولیٰ علی پہ لاکھوں سلام ہوں۔۔۔آپ ؓ نے فرمایا ''جو مجھے ابوبکر صدیق پہ فضیلت دیتا ہوانظر آئے گا میں اس کو بہتان تراش کی سخت سزا دوں گا[بحوالہ الصواعق المحرقہ]۔۔۔۔۔۔ایک شخص[ابوزناد] نے کہا! آپ ؓ کے ہوتے ہوئے مہاجرین وصحابہ نے ابوبکر ؓ کو کیسے خلیفہ بنالیا؟ آپ نے فرمایا! اگر یہ بات نہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو ناجائز بات سے بچالیا ہے [یعنی تو اگر کلمہ گو نہ ہوتا] تو میں تجھے قتل کر دیتا۔(بحوالہ کنز العمال۔۔۔شرح ص ۱۰۷۰)

اعلیٰ حضرت نے اصحاب، ازواج، اہلِ بیت، اولیائے کرام اور بزرگانِ دین کے لیے منقبتی اشعار اپنے سلام میں لکھے ہیں تو تضمین نگار نے بہت سے اشعار میں بزرگانِ دین کے اسمائے گرامی بھی لکھ دیئے ہیں تا کہ اصل شعر میں آنے والے اشاروں کی وضاحت ہو جائے ،مثلاً

شانِ آباء و اجدادِ نوری نہاد
پیارے آقا کی اولادِ نوری نہاد
یعنی مولانا حدادؔ نوری نہاد
''زیبِ سجادہ سجادِ نوری نہاد
احمدِ نور طینت پہ لاکھوں سلام''

حضرت عبدالعلیمؔ ، عالمِ لاجواب
شیخِ کامل حبیبؔ ولایت مآب
ذکر جن کا سدا وجہِ خیر و ثواب
''بے عذاب وعتاب وحساب وکتاب
تا ابد اہلِ سنّت پہ لاکھوں سلام''

نقشبند و مجدّد کا رنگِ عطا
پیرِ ارچی مبارک کا حُسنِ دعا
میرے مُرشد میاںؔ صاحبِ باصفا

”تیرے ان دوستوں کے طفیل اے خدا
بندۂ ننگِ خلقت پہ لاکھوں سلام“

ان تینوں بندوں میں اصل اشعار پر جو مصرے لگائے ہیں ان میں مولانا حدادؒ، عبدالعلیمؒ، حبیبؒ، پیرِ ارچیؒ اور اپنے مرشد میاں صاحب کے اسمائے گرامی لکھ کر منقبت کی مستحق ہستیوں کی تعیین بھی کردی گئی ہے۔

سلاست کی مثال ملاحظہ ہو:

وہ شہِ خشک و تر جس کے شاہد حجر
خشک پیڑوں کی شاخیں ہوئیں با ثمر
اِک اِشارے پہ چلنے لگے تھے شجر
”صاحبِ رَجعتِ شمس و شق القمر
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام“

اصل شعر میں اضافتوں کی وجہ سے کچھ ثقالت آ گئی ہے لیکن تضمینی مصرعوں میں سلاست کا اچھا التزام کیا ہے۔ ان تینوں مصرعوں میں تلمیحاتی اشاروں کی تشریح کی ضرورت نہیں۔ قاری کا ذہن ازخود ان تلمیحات کی طرف چلا جاتا ہے۔

میں نے یہ تضمین لوح سے تمت تک مکمل پڑھی ہے اور بلا تردد کہہ سکتا ہوں کہ الحمدللہ تضمین نگار نے سلامِ رضاؒ کی تضمین کرتے ہوئے کہیں توضیحی اور کہیں معنیاتی توسیع کے ساتھ ساتھ تجدیدِ متن کا حق بھی ادا کیا ہے۔ زبان سادہ اور بیان میں دلکشی کا پہلو نمایاں ہے۔ اس تضمین کی اشاعت پر میں تضمین نگار کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ دعا گو ہوں کہ اعلیٰ حضرت کے کلام سے منسلک یہ تضمینی کاوش مقبولِ عام ہو!

ڈاکٹر عزیزؔ احسن

جمعۃ المبارک: ۲۱ شوال المکرم ۱۴۴۴ھ
مطابق: ۱۲ مئی ۲۰۲۳ء
Whatsapp:0092318-8093456
E:mail: abdulazizkhan49gmail.com

وہ دُعا جس کا جوبن بہارِ قبول
اُس نسیمِ اجابت پہ لاکھوں سلام

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رضاؔ

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

شانِ ختمِ رسالت پہ لاکھوں سلام
رَب کے احسانِ نعمت پہ لاکھوں سلام
پیارے آقا کی عظمت پہ لاکھوں سلام
''مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام''

اُمّیٔ جانِ حکمت پہ روشن دُرود
آسمانِ سخاوت پہ روشن دُرود
منبع و شانِ رحمت پہ روشن دُرود
''مہرِ چرخِ نبوّت پہ روشن دُرود
گلِ باغِ رسالت پہ لاکھوں سلام''

آپ شاہِ اُمم، تاجدارِ حرم
ہیں کرم ہی کرم تاجدارِ حرم
عاصیوں کا بھرم تاجدارِ حرم
''شہر یارِ ارم ، تاجدارِ حرم
نو بہارِ شفاعت پہ لاکھوں سلام''

نازِ خیر البریّہ پہ دائم دُرود
صاحبِ قُربِ مولا پہ دائم دُرود
میہمانِ معلّٰی پہ دائم دُرود
''شبِ اسریٰ کے دولہا پہ دائم دُرود
نوشۂ بزم جنّت پہ لاکھوں سلام''

مُحئ لُطف و رافت پہ عرشی دُرود
زاہدِ پاک فطرت پہ عرشی دُرود
آفتابِ نبوّت پہ عرشی دُرود
''عرش کی زیب و زینت پہ عرشی دُرود
فرش کی طیب و نُزہت پہ لاکھوں سلام''

رَافِعِ رُتبِ اُمّت پہ الطف دُرود
کاشفِ رازِ وحدت پہ الطف دُرود
ایسی اَن مول دولت پہ الطف دُرود
''نورِ عینِ لطافت پہ الطف دُرود
زیب و زینِ نظافت پہ لاکھوں سلام''

مخزن و قاسمِ حُسن و نورِ حرم
صاحب الدَرَجات الرّفیعہ ، کرم
دو جہاں میں محمّد ہمارا بھرم
''سروِ نازِ قِدم مغزِ رازِ حِکم
یکہ تازِ فضلیت پہ لاکھوں سلام''

مشکلوں میں ہمارا سہارا درُود
اس عزیز و مکرّم پہ اعلیٰ درُود
پیارے آقا پہ ہو پیارا پیارا درُود
''نقطۂ سِرّ وحدت پہ یکتا درُود
مرکزِ دورِ کثرت پہ لاکھوں سلام''

وہ شہِ خشک و تر جس کے شاہد حجر
خشک پیڑوں کی شاخیں ہوئیں با ثمر
اِک اِشارے پہ چلنے لگے تھے شجر
''صاحبِ رَجعتِ شمس و شق القمر
نائبِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام''

قائدِ خیرِ امّت ، حبیبِ خدا
جس کا ہر اک کہا رب نے پورا کیا
سببِ ابتدا ، کافِ روزِ جزا
''جس کے زیرِ لوا آدم و من سوا
اُس سزائے سیادت پہ لاکھوں سلام''

وہ قوی و متیں ، رحمتِ عالمیں
طاب و نورِ مبیں ، سیّدُ المرسلیں
جس کا مشتاق ہے وہ فلک یہ زمیں
''عرش تا فرش ہے جس کے زیرِ نگیں
اُس کی قاہر ریاست پہ لاکھوں سلام''

ذاتِ محمود ، وہ منبعٔ رحم و جُود
باعثِ عَفو و رحمت ہے جس کا ورُود
جس کے زیر تصرّف رہیں ہست و بُود
''اصلِ ہر بود و بہبود تخمِ وجُود
قاسمِ کنزِ نعمت پہ لاکھوں سلام''

قیّمَ حسنِ سیرت پہ بے حد درُود
شانِ اکلیلِ بعثت پہ بے حد درُود
اس وحیدِ فضلیت پہ بے حد درُود
''فتحِ بابِ نبوّت پہ بے حد درُود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام''

باعثِ قُربِ خوابِ حضوری درُود
ہے ہر اک شے سے بڑھ کر ضروری درُود
کرتا ہے خواہشیں دِل کی پوری درُود
''شرقِ انوارِ قدرت پہ نوری درُود
فَتقِ اَزھارِ قربت پہ لاکھوں سلام''

ساقیٔ کوثر و صاحبِ سلسبیل
ذاتِ احمد ہے ذاتِ اَحد کی دلیل
کوئی ہو گا ، نہ ہے آپ جیسا جمیل
''بے سہیم و قسیم و عدیل و مثیل
جوہرِ فردِ عزّت پہ لاکھوں سلام''

اس حضور اور غَیبت پہ غیبی دُرود
وصفِ مفتاحِ رحمت پہ غیبی دُرود
معنیٔ بُعد و قربت پہ غیبی دُرود
''سِرّ غیبِ ہدایت پہ غیبی دُرود
عطرِ جیبِ نہایت پہ لاکھوں سلام''

نجمِ ثاقب کی عظمت پہ لاکھوں دُرود
فاتحِ بابِ رحمت پہ لاکھوں دُرود
راز دارِ حقیقت پہ لاکھوں دُرود
''ماہِ لاہُوتِ خلوت پہ لاکھوں دُرود
شاہِ ناسوتِ جلوت پہ لاکھوں سلام''

دولتِ حسنِ خیرالوریٰ پر درُود
ناصر و مُہد ، مشکل کشا پر درُود
اس مُفَضّل کی شانِ سخا پر درُود
''کنزِ ہر بے کس و بے نوا پر درُود
حرزِ ہر رفتہ طاقت پہ لاکھوں سلام''

رشکِ سروِرواں پیارے قد پر درُود
آپ کے نام پر، حُسنِ خد پر درُود
میم ، حے ، میم ، دال اور شدّ پردرُود
''پرتوِ اسمِ ذاتِ اَحد پر درُود
نسخۂ جامعیت پہ لاکھوں سلام''

محسنِ آدمیّت پہ اسعد درُود
ساقیٔ حوضِ جنت پہ اسعد درُود
بحرِ حسنِ سخاوت پہ اسعد درُود
''مطلعِ ہر سعادت پہ اسعد درُود
مقطعِ ہر سیادت پہ لاکھوں سلام''

اپنی تقدیر کُھل جائے اب کے برس
ہو عطا آنکھ کو نوری جالی کا مس
ہجر کے، غم کے ماروں پہ کھائیں ترس
''خلق کے داد رَس ، سب کے فریاد رَس
کہفِ روزِ مصیبت پہ لاکھوں سلام''

اُن کی طٰہٰ عزیمت پہ صدیوں درُود
اُن کی یٰسین رحمت پہ اربوں درُود
ایسے آقا کی نسبت پہ پہروں درُود
''مجھ سے بے کس کی دولت پہ لاکھوں درُود
مجھ سے بے بس کی قوّت پہ لاکھوں سلام''

نُور ان کا کیا پہلے جلوہ نُما
پھر خدا نے ہر اک شے کو قائم کیا
نورِ مصباحِ قدرت کی ہادی ضیا
''شمعِ بزمِ دَنیٰ ہُو میں گُم کُن اَنا
شرحِ متنِ ہوّیت پہ لاکھوں سلام''

چشمِ تاریخ میں تھا نہ ہو گا کبھی
آپ جیسا نبی ، آپ جیسا سخی
آپ ٹھہرے بشر بھی ، مگر نور بھی
''انتہائے دُوئی ابتدائے یکی
جمعِ تفریق و کثرت پہ لاکھوں سلام''

ہر گھڑی ہر قدم میرے لب پر درُود
پڑھ رہے ہیں سبھی اُن پہ گھر گھر درُود
جن پہ بھیجے سدا ربِّ داور درُود
''کثرتِ بعدِ قِلّت پہ اکثر درُود
عزّتِ بعدِ ذلّت پہ لاکھوں سلام''

ماہتابِ ثنا کا ہے ہالہ درُود
عظمتِ ہر دُعا سے ہے بالا درُود
صاحبِ نور پر نور والا درُود
''ربِ اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درُود
حق تعالیٰ کی منّت پہ لاکھوں سلام''

ناصح و خیر و ملجا پہ بے حد درُود
پیارے مختار وماویٰ پہ بے حد درُود
پرتوِ حسنِ یکتا پہ بے حد درُود
''ہم غریبوں کے آقا پہ بے حد درُود
ہم فقیروں کی ثروت پہ لاکھوں سلام''

ہر دُعا کا ہے مقصود و مقصد درُود
باعثِ ہر سعادت پہ اسعد درُود
آپ پر صد سلام ، آپ پر صد درُود
''فرحتِ جانِ مومن پہ بے حد درُود
غیظِ قلبِ ضلالت پہ لاکھوں سلام''

ذات جن کی ہوئی حرفِ کُن کا سبب
سب پہ لازم شہِ بحر و بر کا اَدب
جن کی توصیف قرآں میں کرتا ہے رب
''سببِ ہر سبب ، منتہائے طلب
علّتِ جُملہ عِلّت پہ لاکھوں سلام''

ہر گھڑی بھیجئے مصطفیٰ پر درُود
ہر دُعا مانگئے اُن پہ پڑھ کر درُود
ذاتِ طاہر کے شایاں مطہّر درُود
''مصدرِ مظہریّت پہ اظہر درُود
مظہرِ مصدریّت پہ لاکھوں سلام''

آس کی پتیاں ، شاخِ دل پر ہلیں
کھوئے آہُو کو طیبہ کی گلیاں ملیں
باغِ جاں میں گلابوں کی وہ محفِلیں
''جس کے جلوے سے مرجھائی کلیاں کھلیں
اُس گُلِ پاک منبت پہ لاکھوں سلام''

آپ کا شہر ہے گوشۂ عاطفت
آپ ہیں فاضلِ حکمت و معرفت
مرتبہ داں بنے، کس میں اِتنی سکت
''قدِ بے سایہ کے سایۂ مرحمت
ظلِ ممدُودِ رافت پہ لاکھوں سلام''

لہلہائیں دُعاؤں کی پھر ڈالیاں
تابہ حدِ نظر نور کی وادیاں
باغِ جاں پر جھکیں کیا حسیں بدلیاں
''طائرانِ قدس جس کی ہیں قُمریاں
اُس سہی سروقامت پہ لاکھوں سلام''

حرفِ حق آشنا ، لہجۂ حق نما
بحرِ لطف و عطا موجۂ حق نما
کیسا دل کش ہے وہ جلوۂ حق نما
''وصف جس کا ہے آئینۂ حق نما
اُس خدا ساز طلعت پہ لاکھوں سلام''

رفعتوں پر صداقت کے پرچم رہیں
آنکھیں امّت کے غم میں سدا نم رہیں
ایسے آقا کے خادم نہ کیوں ہم رہیں
''جس کے آگے سرِ سروراں خم رہیں
اُس سرِ تاجِ رفعت پہ لاکھوں سلام''

ہے خدا کی عطا ، گیسوئے مشک سا
جیسے مہکی دُعا ، گیسوئے مشک سا
رشکِ موجِ صبا ، گیسوئے مشک سا
"وہ کرم کی گھٹا ، گیسوئے مشک سا
لکّہٗ ابرِ رافت پہ لاکھوں سلام"

معجزہ ہے ہر اک ، عظمتوں کا سبق
پیڑ چلتے ہیں ، مہتاب ہوتا ہے شق
آپ کے اِذن کی منتظر ہے شفق
"لیلۃ القدر میں مطلعِ الفجرِ حق
مانگ کی استقامت پہ لاکھوں سلام"

دِل کی لو ہے لگی شاہِ لولاک سے
مرتبہ ہے ورا جن کا ادراک سے
شانِ سرکار بالا ہے افلاک سے
"لختِ لختِ دِلِ ہر جگر چاک سے
شانہ کرنے کی حالت پہ لاکھوں سلام"

رحمتِ حق تعالیٰ کے گالے وہ کان
ہیں سماعت کے نوری حوالے وہ کان
اُذنُ خیر و برّ کے نرالے وہ کان
''دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام''

سب کمالات سے اعلیٰ ان کا کمال
اکرمِ خلق ہیں آپ اپنی مثال
اللہ اللہ سراجِ افق کا جمال
''چشمۂ مہر میں موجِ نورِ جلال
اُس رگِ ہاشمیّت پہ لاکھوں سلام''

جگمگاتا نجابت کا سہرا رہا
مہکا مہکا محبت کا سہرا رہا
ہاں ، کرم کا ، عنایت کا سہرا رہا
''جس کے ماتھے شفاعت کا سہرا رہا
اُس جبینِ سعادت پہ لاکھوں سلام''

آپ آئے لو محرابِ کعبہ جھکی
مسکرائے تو محرابِ کعبہ جھکی
طے تھا جھکنا سو محرابِ کعبہ جھکی
''جن کے سجدے کو محرابِ کعبہ جھکی
اُن بھنووں کی لطافت پہ لاکھوں سلام''

اُن کے رُخ پر دمکتی وہ دِل کش ضیا
وہ خنک دھوپ میں مہکی مہکی صبا
جیسے معصوم اِک پیاری پیاری دُعا
''اُن کی آنکھوں پہ وہ سایہ افگن مژہ
ظُلّۂ قصرِ رحمت پہ لاکھوں سلام''

قیمتی ہے بہت مال و زر سے درُود
کاش جھلکے ہر اک بام و در سے درُود
دِل پہ لکھیں گے ہم چشمِ تر سے درُود
''اشک بارئ مژگاں پہ بر سے درُود
سلکِ دُرِّ شفاعت پہ لاکھوں سلام''

وادیٔ جاں میں اِک پھول ایسا کھلا
جس کی خوشبو پہ نازاں مہکتی حنا
جس کی آمد سے ماحول نوری ہوا
معنیٔ قدرَاَیٰ ، مقصدِ ما طغٰی
نرگسِ باغِ قدرت پہ لاکھوں سلام“

رات غم کی ڈھلی ، دَم میں دَم آ گیا
بات ایسی بنی ، دَم میں دَم آ گیا
صبح روشن ہوئی ، دَم میں دَم آ گیا
”جس طرف اُٹھ گئی ، دَم میں دَم آ گیا
اُس نگاہِ عنایت پہ لاکھوں سلام

بھیجیے لہجۂ مصطفیٰ پر درُود
پیارے انداز ، پیاری صدا پر درُود
صدقِ کامل کی طیّب اَدا پر درُود
”نیچی آنکھوں کی شرم و حیا پر درُود
اُونچی بینی کی رفعت پہ لاکھوں سلام“

یادِ آقا سے داغِ جگر جگمگائے
نورِ رُخ سے ایاغِ سحر چمچمائے
ان کے جلووں سے باغِ نظر مسکرائے
”جن کے آگے چراغِ قمر جھلملائے
اُن عذاروں کی طلعت پہ لاکھوں سلام“

چشمِ مَازاغ زینت پہ بے حد درُود
والضحیٰ والی صورت پہ بے حد درُود
نکھری نکھری صباحت پہ بے حد درُود
”اُن کے خد کی سہولت پہ بے حد درُود
اُن کے قد کی رشاقت پہ لاکھوں سلام“

تیرگی کے قدم ڈگمگانے لگے
زندگی کے دیئے جھلجھلانے لگے
خواب مثلِ دُعا مسکرانے لگے
”جس سے تاریک دل جگمگانے لگے
اُس چمک والی رنگت پہ لاکھوں سلام“

ہے دُعاؤں میں سب سے نمایاں درُود
دین و دنیا میں رحمت کا ساماں درُود
کاش ہم پڑھ سکیں اُن کے شایاں درُود
’’چاند سے منہ پہ تاباں درخشاں درُود
نمک آگیں صباحت پہ لاکھوں سلام‘‘

مصحفِ زندگی میں وَرَق در وَرَق
پایا انسانیت نے سنہری سبق
عکسِ رخسار ہے رنگیں رنگیں شفق
"شبنمِ باغِ حق یعنی رُخ کا عرق
اُس کی سچی برَاقت پہ لاکھوں سلام‘‘

وہ گُلِ ہاشمی رشکِ حسنِ چمن
رُخِ روشن پہ قربان یہ جان و تن
پتھروں کو کیا جس نے لعلِ یمن
’’خط کی گردِ دہن وہ دل آرا پھبن
سبزۂ نہرِ رحمت پہ لاکھوں سلام‘‘

اُن کے قریے کی ِگل ، مرہم ریشِ دِل
جس کو تر سے یہ دل ، مرہم ریشِ دِل
ہم کو بھی جائے مِل، مرہم ریشِ دِل
''ریشِ خوش معتدل ، مرہمِ ریشِ دِل
ہالۂ ماہِ نُدرت پہ لاکھوں سلام''

نیاری نیاری ، گلِ قدس کی پتیاں
مہکی مہکی گلِ قدس کی پتیاں
پیاری پیاری گلِ قدس کی پتیاں
''پتلی پتلی گلِ قدس کی پتیاں
اُن لبوں کی نزاکت پہ لاکھوں سلام''

لحظہ لحظہ ہیں حالات وحیٔ خدا
ہاں سراپا ہے وہ ذات وحیٔ خدا
دن ہے حکمِ خدا، رات وحیٔ خدا
''وہ دہن جس کی ہر بات وحیٔ خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام''

کیا بیاں ہم سے ہو اس مبشر کی شاں
ذات جس کی ہے دونوں جہانوں کی جاں
ذکرِ آقا کڑی دھوپ میں سائباں
''جس کے پانی سے شاداب جان وجناں
اُس دہن کی طراوت پہ لاکھوں سلام''

اُس درِ پاک کے جو بھی درباں بنے
ذرّۂ خاک سے نجمِ تاباں بنے
کوئی بوذرؓ بنے کوئی سلماںؓ بنے
''جس سے کھاری کنویں شیرۂ جاں بنے
اُس زُلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام''

اِنس و جاں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں
وہ نشاں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں
ہاں جی ہاں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں
''وہ زباں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں
اُس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام''

گُلِ رُخ کی صباحت پہ بے حد درُود
قلبِ ایماں کی راحت پہ بے حد درُود
حرفِ حق کی وضاحت پہ بے حد درُود
''اُس کی پیاری فصاحت پہ بے حد درُود
اُس کی دل کش بلاغت پہ لاکھوں سلام''

اس غیاثِ ذکاوت پہ لاکھوں درُود
معدنِ علم و حکمت پہ لاکھوں درُود
اُس کے لہجے کی عظمت پہ لاکھوں درُود
''اُس کی باتوں کی لذّت پہ لاکھوں درُود
اُس کے خطبے کی ہیبت پہ لاکھوں سلام''

مانگے ہستی کا گلشن بہارِ قبول
آئے میرے بھی آنگن بہارِ قبول
کاش پائے گُلِ فن بہارِ قبول
''وہ دُعا جس کا جوبن بہارِ قبول
اُس نسیمِ اجابت پہ لاکھوں سلام''

جن کی باتوں سے دریا بہیں نور کے
کارواں جن کے پیچھے چلیں نور کے
زُلف کھولیں تو رستے بنیں نور کے
''جن کے گچھے سے لچھے جھڑیں نور کے
اُن ستاروں کی نزہت پہ لاکھوں سلام''

جس کے کِھلنے سے بخشش کی کلیاں کِھلیں
جس کی کرنوں سے جھلکیں حسیں رحمتیں
جس کی لَو سے سعادت کی شمعیں جلیں
''جس کی تسکیں سے روتے ہوئے ہنس پڑیں
اُس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام''

پِھیکی باتیں تھیں بے لُطف تھا ہر بیاں
حرف بھی کھو چکے تھے اثر کا نشاں
لے کے آئے دہن میں وہ شیریں زباں
''جس میں نہریں ہیں شیر و شکر کی رواں
اُس گلے کی نضارت پہ لاکھوں سلام''

ہے مدینہ میں کیسا سماں ہر طرف
بچیاں خیر مقدم کو ہیں صف بہ صف
پڑھتی جاتی ہیں نعتیں بجاتی ہیں دَف
”دوش بر دوش ہے جن سے شانِ شرف
ایسے شانوں کی شوکت پہ لاکھوں سلام“

آپ ہی کی عطا ہیں یہ ایقان و دل
آپ ہی سے سلامت ہیں ایمان و دل
چھوڑ آیا ہوں طیبہ میں ارمان و دل
”حَجَرِ اَسودِ کعبۂ جان و دل
یعنی مُہرِ نبوّت پہ لاکھوں سلام“

ایک گنجینۂ عِلم پُشتِ حضور
منزلِ زینۂ عِلم پُشتِ حضور
بایقیں سینۂ عِلم پُشتِ حضور
”روئے آئینۂ عِلم پُشتِ حضور
پشتیٔ قصرِ ملّت پہ لاکھوں سلام“

ہم کو اللہ نے ایسا رہبر دیا
جس نے سینوں کو ایمان سے بھر دیا
صد کرم ، شافعِ روزِ محشر دیا
”ہاتھ جس سمت اُٹھا غنی کردیا
موجِ بحرِ سماحت پہ لاکھوں سلام“

موجِ طُوفان کی ، یَم کی پروا نہیں
کسریٰ و قیصر و جم کی پروا نہیں
راہِ مولا میں کُچھ غم کی پروا نہیں
”جس کو بارِ دوعالم کی پروا نہیں
ایسے بازو کی قوّت پہ لاکھوں سلام“

ذہنِ انساں پہ حاوی تھا نسلی جنوں
آپ آئے تو ہر دل نے پایا سکوں
کِبر و نخوت کے پرچم ہوئے سرنگوں
”کعبۂ دین و ایماں کے دونوں ستوں
ساعدَینِ رسالت پہ لاکھوں سلام“

اُن کی یادوں سے روشن ہے دل کا حرم
دُور طیبہ سے ہُوں،میری آنکھیں ہیں نم
وہ نذیرِ اُمم ، وہ بشیرِ نعم
’’جس کے ہر خط میں ہے موجِ نورِ کرم
اس کفِ بحرِ ہمت پہ لاکھوں سلام‘‘

پھر رُتیں ایسی آجائیں دریا بہیں
بدلیاں پھر وہ گھِر آئیں دریا بہیں
خیر ہی خیر برسائیں دریا بہیں
’’نُور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام‘‘

زندگی میں مِری آئے ایسا بھی سال
پورا ہو جائے طیبہ کا آقا سوال
صدقۂ حسنِ سرکار و اصحاب و آل
’’عیدِ مشکل کُشائی کے چمکے ہلال
ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام‘‘

ان کی ارفع بسالت پہ ارفع دُرود
حرفِ کُن کی اصالت پہ ارفع دُرود
ختمِ بابِ رسالت پہ ارفع دُرود
''رفعِ ذِکرِ جلالت پہ ارفع دُرود
شرحِ صدرِ صدارت پہ لاکھوں سلام''

پیدا ہوگا دُعا میں اثر یوں کہوں
جلد پالوں مقدّس سفر یوں کہوں
بات بن جائے گی میں اگر یوں کہوں
''دِل سمجھ سے ورا ہے مگر یوں کہوں
غنچۂ رازِ وحدت پہ لاکھوں سلام''

رنج و آلام کو خوش دِلی سے سہا
زخمِ طائف پہ بھی لب پہ شکرِ خدا
اِس قدر ہیں مثالی وہ صبر و رضا
''کل جہاں مِلک اور جو کی روٹی غذا
اُس شکم کی قناعت پہ لاکھوں سلام''

قصدِ اعلانِ شوکت پہ کھنچ کر بندھی
دادِ فتح و شجاعت پہ کھنچ کر بندھی
حرفِ حق و صداقت پہ کھنچ کر بندھی
''جو کہ عزمِ شفاعت پہ کھنچ کر بندھی
اُس کمر کی حمایت پہ لاکھوں سلام''

ان کے رُتبے کا ہم کو ہو کیسے شعور
جن کی مدّاح ہے ذاتِ ربِّ غفور
مُرسلیں ڈھونڈیں گے ان کو یومِ نشور
''انبیاء تہ کریں زانو ان کے حضور
زانوؤں کی وجاہت پہ لاکھوں سلام''

آپ کے دَر پہ دل بھی ، نگاہیں بھی خَم
صاحبِ بیّنات ، اے شفیعِ اُمم!
ہو مقدّر میں دیدارِ صحنِ حرم
''ساقِ اصلِ قِدم شاخِ نخلِ کرم
شمعِ راہِ اصابت پہ لاکھوں سلام''

با صفا ، با حیا اُس نظر کی قسم
اُن کی رفتار ، اُن کی ڈگر کی قسم
فرش سے عرش تک اُس سفر کی قسم
''کھائی قرآں نے خاکِ گزر کی قسم
اُس کفِ پا کی حرمت پہ لاکھوں سلام''

بارہ تھی نور کی ، چمکا طیبہ کا چاند
زندگی جی اُٹھی ، چمکا طیبہ کا چاند
عید اَصلی ہوئی ، چمکا طیبہ کا چاند
''جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اُس دِل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام''

پڑھ رہے ہیں ہمیشہ پڑھیں گے درُود
اِک سحابِ کرم بن کے برسے درُود
ڈھال بن جائے ہر غم کو روکے درُود
''پہلے سجدہ پہ روزِ ازل سے درُود
یادگاریٔ امّت پہ لاکھوں سلام''

جن کی خاموشی ارفع ہے تقریر سے
خواب سچے سدا بڑھ کے تعبیر سے
زیست بدلی پیامِ ابد گیر سے
''زرعِ شاداب و ہر ضرعِ پُرشیر سے
برَکاتِ رضاعت پہ لاکھوں سلام''

محسنِ عالمیں سب پہ احساں کریں
انبیاء دید کا جن کی ارماں کریں
وہ کہ ہر اک عمل اپنے شایاں کریں
''بھائیوں کے لئے ترک پستاں کریں
دودھ پیتوں کی نصفت پہ لاکھوں سلام''

حشر کی دھوپ میں ایسے پھیلا درُود
کر رہا ہے مِرے سر پہ سایا درُود
بن کے بادل شفاعت کا برسا درُود
''مہدِ والا کی قسمت پہ صدہا درُود
بُرجِ ماہِ رسالت پہ لاکھوں سلام''

نوری گفتار ہے ، نوری ان کا چلن
حرفِ حق کا امیں ، مُصطفٰی کا دہن
پاک خوشبو کہ ہے رشکِ باغِ عدن
''اللہ اللہ وہ بچپنے کی پھبن
اُس خدا بھاتی صورت پہ لاکھوں سلام''

پہلی پہلی بہارِ دُعا پر درُود
ہر شگوفے کو چُھوتی صبا پر درُود
نخلِ ایماں پہ مہکی رضا پر درُود
''اُٹھتے بُوٹوں کی نشو و نما پر درُود
کھلتے غنچوں کی نکہت پہ لاکھوں سلام''

ہے دِل و جاں کو ازبر ہمیشہ درُود
سرِ دربارِ اخضر ہمیشہ درُود
ہاں دُعا مانگ پڑھ کر ہمیشہ درُود
''فضلِ پیدائشی پر ہمیشہ درُود
کھیلنے سے کراہت پہ لاکھوں سلام''

ہم پڑھیں دیکھ کر پیاری جالی ، دُرود
آرزوؤں ، دُعاؤں کی ڈالی ، دُرود
پیش ہے دو جہانوں کے والی! دُرود
"اعتلائے جبلّت پہ عالی دُرود
اعتدالِ طوّیت پہ لاکھوں سلام"

آفتابِ نوا پر ہزاروں دُرود
رحمتوں کی گھٹا پر ہزاروں دُرود
مصطفیٰ ، مجتبیٰ پر ہزاروں دُرود
"بے بناوٹ ادا پر ہزاروں دُرود
بے تکلّف ملاحت پہ لاکھوں سلام"

کِھلتی کِھلتی دھنک میں چمکتی دُرود
رنگیں رنگیں پرندے ، چہکتی دُرود
لہروں لہروں لہکتی ، دَمکتی دُرود
"بھینی بھینی مہک پر مہکتی دُرود
پیاری پیاری نفاست پہ لاکھوں سلام"

شیریں شیریں محبت پہ شیریں درُود
مہکی مہکی بلاغت پہ شیریں درُود
اُجلی اُجلی صباحت پہ شیریں درُود
''میٹھی میٹھی عبارت پہ شیریں درُود
اچھی اچھی اشارت پہ لاکھوں سلام''

آپ پر میرے رہبر کروڑوں درُود
ذاتِ پاک و مطہّر ، کروڑوں درُود
لطف و احساں کے پیکر کروڑوں درُود
''سیدھی سیدھی روش پر کروڑوں درُود
سادی سادی طبیعت پہ لاکھوں سلام''

اوّلیں علم و حکمت کے آثار میں
اس حرا کے مہکتے ہوئے غار میں
آپ گم ہیں محبت کے انوار میں
''روزِ گرم و شبِ تیرہ و تار میں
کوہ و صحرا کی خلوت پہ لاکھوں سلام''

پھول ، کلیاں ، بہاریں ، مہکتی دھنک
ہاں کنارِ زمیں سے لبِ عرش تک
ہر نظارے کو شرمائے اُن کی جھلک
''جس کے گھیرے میں ہیں انبیاء و مَلک
اُس جہاں گیر بعثت پہ لاکھوں سلام''

آئنے ایسے پَل پَل چمکنے لگے
پھر دُعاؤں کے آنچل مہکنے لگے
آسمانوں سے بادل چھلکنے لگے
''اندھے شیشے جھلاجھل دمکنے لگے
جلوہ ریزئ دعوت پہ لاکھوں سلام''

دل میں یادِ نبی ، لب پہ بے حد دُرود
آل و اصحاب پر ، سب پہ بے حد دُرود
اُن کے انداز پر ڈھب پہ بے حد دُرود
''لطفِ بیدارئ شب پہ بے حد دُرود
عالمِ خوابِ راحت پہ لاکھوں سلام''

غیر فانی محبت پہ نوری درُود
حسن و جانِ شریعت پہ نوری درُود
ان کی ہر نوری عادت پہ نوری درُود
''خندۂ صُبحِ عشرت پہ نوری درُود
گریۂ ابرِ رحمت پہ لاکھوں سلام''

تابشِ رُوئے رحمت پہ دائم درُود
شوکتِ کُوئے عظمت پہ دائم درُود
دائمی جُوئے شفقت پہ دائم درُود
''نرمئ خوئے لینت پہ دائم درُود
گرمئ شانِ سطوت پہ لاکھوں سلام''

اُونچی اُونچی سبھی گردنیں جُھک گئیں
نخوتوں سے تنی گردنیں جھک گئیں
الغرض سب اُٹھی گردنیں جھک گئیں
''جس کے آگے کھنچی گردنیں جھک گئیں
اُس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام''

کس کے تابع ہیں کونین سوچے کوئی
چشمِ بینا اگر ہو تو دیکھے کوئی
نُورِ رحمت کے رکھتا ہے جلوے کوئی
”کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمّت پہ لاکھوں سلام“

آپ شانِ شجاعت میں ہیں بے مثال
ٹھہرے ان کے مقابل یہ کس کی مجال
نورِ حکمت کِھلا ، ٹُوٹا ظُلمت کا جال
”گردِمہ دستِ انجم میں رخشاں ہلال
بدر کی دفعِ ظلمت پہ لاکھوں سلام“

غازیوں کے قدم میں سماتی زمیں
تنگ کفّار پر ہوتی جاتی زمیں
خوف سے ہر گھڑی کپکپاتی زمیں
”شورِ تکبیر سے تھرتھراتی زمیں
جنبشِ جیشِ نصرت پہ لاکھوں سلام“

پیش قدمی پہ طبل و سخن گونجتے
حرفِ حق سے وہ دشت و دمن گونجتے
اسپِ غازی کی ٹاپوں سے رن گونجتے
"نعرہ ہائے دلیراں سے بن گونجتے
غُرشِ کوسِ جرأت پہ لاکھوں سلام"

ضربِ شمشیر میں چھنچھناتی صدا
صاحبُ السیف کی کھنکھناتی صدا
فتح و نصرت کا پیغام لاتی صدا
"وہ چقا چاقِ خنجر سے آتی صدا
مصطفٰی تیری صولت پہ لاکھوں سلام"

وہ رسول الملاحم ، ظفر کا نشاں
ختم اصحاب پر اُن کے ، قربانیاں
عشقِ محبوبِ حق جن کو تیغ و سناں
"اُن کے آگے وہ حمزہ کی جاں بازیاں
شیرِ غرّانِ سطوت پہ لاکھوں سلام"

پاک زلفوں پہ ، گیسو پہ لاکھوں دُرود
اُس پسینے کی خوشبو پہ لاکھوں دُرود
ایسے خوش خُلق ، خوش رُو پہ لاکھوں دُرود
''الغرض اُن کے ہر مو پہ لاکھوں دُرود
اُن کی ہر خو و خصلت پہ لاکھوں سلام''

جامعِ خیر و برّ پر مدامی دُرود
پڑھ رہے ہیں عراقی و شامی دُرود
نعت میں بھیجیں رومیؔ و جامیؔ دُرود
''اُن کے ہر نام و نسبت پہ نامی دُرود
اُن کے ہر وقت و حالت پہ لاکھوں سلام''

غیثِ لطفِ سراسر! کروڑوں دُرود
شافعِ روزِ محشر کروڑوں دُرود
رہبروں کے اے رہبر کروڑوں دُرود
''اُن کے مولا کے اُن پر کروڑوں دُرود
اُن کے اصحاب و عترت پہ لاکھوں سلام''

اُن کے رتبے سے نیچے ہے جائے قدس
آئے پیغامِ حق لے کر آئے قدس
گیت ہی میرے آقا کے گائے قدس
''پارہ ہائے صحف غنچہ ہائے قدس
اہلِ بیتِ نبوّت پہ لاکھوں سلام''

حُسنِ تقدیر سے جس میں پودے جمے
رب کی تدبیر سے جس میں پودے جمے
تاب و تنویر سے جس میں پودے جمے
''آبِ تطہیر سے جس میں پودے جمے
اُس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام''

امن و ایماں کے وہ باسیادت سفیر
پاک اوصاف ہیں صاف جن کے ضمیر
ساری امت ہے جن کی وفا کی اسیر
''خونِ خیر الرُّسل سے ہے جن کا خمیر
اُن کی بے لوث طینت پہ لاکھوں سلام''

اُمّ حسنین وہ زوجۂ مُرتضیٰ
جس کو آقا نے خاتونِ جنت کہا
جس کی طینت کی پہچان خوئے عطا
''اُس بتولِ جگر پارۂ مصطفیٰ
حجلہ آرائے عفّت پہ لاکھوں سلام''

کس جسارت سے چاہا مہ و مہر نے
صدقۂ حسن مانگا مہ و مہر نے
پر نصیبا نہ پایا مہ و مہر نے
''جس کا آنچل نہ دیکھا مہ و مہر نے
اُس ردائے نزاہت پہ لاکھوں سلام''

بنتِ سرکار وہ حضرتِ فاطمہ
حسنِ ایثار کا دل نشیں آئینہ
جس سے وابستہ ہے صبر کا سلسلہ
''سیّدہ زاہرہ ، طیّبہ ، طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام''

ابنِ شیرِ خدا ، نانا کا لاڈلا
چہرۂ پاک پر کھیلتی ہے ضیا
عالمِ باصفا ، ہادیٔ بے ریا
''وہ حسن مجتبیٰ سیّد الاسخیا
راکبِ دوشِ عزّت پہ لاکھوں سلام''

فاطمہ کا جگر گوشہ ہے باوفا
فقر کی زیبِ جاں ہے دمکتی قبا
عکسِ حسن نبی جس کی اِک اِک ادا
''اوجِ مہرِ ہدیٰ ، موجِ بحرِ ندیٰ
رَوحِ رُوحِ سخاوت پہ لاکھوں سلام''

نُورِ چشمِ بتول اور جانِ نبی
اِک گلِ خوش روئے آشیانِ نبی
ان کے عاشق ہیں سب عاشقانِ نبی
''شہد خوارِ لعابِ زبانِ نبی
چاشنی گیر عصمت پہ لاکھوں سلام''

قاریٔ خوش نوا ، شاہِ گُل گوں قبا
وہ قتیلِ جفا شاہِ گُل گوں قبا
سر نہ جس کا جھکا شاہِ گل گوں قبا
"اُس شہیدِ بلا شاہِ گل گوں قبا
بے کسِ دشتِ غربت پہ لاکھوں سلام"

جن کی حق گوئی ہے دشمنوں کا ہدف
یہ ہیں تنہا ، مقابل ستم صف بہ صف
وہ ہے شمشیر زن ، یہ ہیں قرآں بہ کف
"دُرِّ دُرجِ نجف، مہرِ برُجِ شرف
رنگ رومی شہادت پہ لاکھوں سلام"

وہ کہ جانِ وفا ، مصطفٰی کی رفیق
عِلم جن کا فزوں ، فکر جن کا عمیق
جن کو رب نے کیا رحمتوں میں غریق
"اہلِ اسلام کی مادرانِ شفیق
بانوانِ طہارت پہ لاکھوں سلام"

اہلِ بیتِ مقدّم پہ اکثر دُرود
بھیجئے اُن پہ بہتر سے بہتر دُرود
طاہرانِ مقدّس پہ اطہر دُرود
''جلوہ گیّانِ بیت الشرف پر دُرود
پردگیانِ عفّت پہ لاکھوں سلام''

آپ رشکِ جہاں ، آپ رشکِ جناں
جانِ لولاک کی ہم نشیں ، ہم زباں
آپ جیسا عزیمت میں دُوجا کہاں
''سیّما پہلی ماں کہفِ امن و اماں
حق گزارِ رفاقت پہ لاکھوں سلام''

جس جگہ حق کی تعلیم نازل ہوئی
آسمانوں سے تعظیم نازل ہوئی
ہاں ثنا اور تکریم نازل ہوئی
''عرش سے جس پہ تسلیم نازل ہوئی
اُس سرائے سلامت پہ لاکھوں سلام''

جس میں رونق فزا شانِ شاہِ عرب
نسبتِ مصطفیٰ عظمتوں کا سبب
قدسیوں پہ بھی لازم ہے جس کا ادب
''منزلِ من قصب لانصب لا صَخَب
ایسے کوشک کی زینت پہ لاکھوں سلام''

عفّت و شان کی وہ حسیں روشنی
خدمتِ مصطفیٰ جن کی ہے زندگی
پیارے آقا کے گھر کی وہ ہیں چاندنی
''بنتِ صدّیق آرامِ جانِ نبی
اُس حریمِ برأت پہ لاکھوں سلام''

جن کے دلدادہ ہیں دو جہانوں کے شاہ
جن کے آنچل میں تقدیس نے لی پناہ
حوریں جنت کی رکھتی ہیں خدمت کی چاہ
''یعنی ہے سورۂ نور جن کی گواہ
اُن کی پُرنور صورت پہ لاکھوں سلام''

سقف و دیوار و در نور سے جگمگائیں
چاند سورج بھی گزریں تو نظریں جھکائیں
ایسے مسکن پہ کیوں ہم نہ دل کو لٹائیں
''جن میں روح القدس بے اجازت نہ جائیں
اُن سرادق کی عصمت پہ لاکھوں سلام''

وقت کو ہیں سدا جن کی خدمات یاد
دی ہے فہم و فراست کی دنیا نے داد
جن کا مقصد رہا قوم کا اتحاد
''شمعِ تابانِ کاشانۂ اجتہاد
مفتیٔ چار ملّت پہ لاکھوں سلام''

اُلفتِ مصطفیٰ سے تھی جن کی نمُود
جن سے خائف نصاریٰ تھے لرزاں یہود
تھے خدا کے لئے وقف جن کے وجود
''جاں نثارانِ بدر و اُحد پر درُود
حق گزارانِ بیعت پہ لاکھوں سلام''

زندگی ہی میں عظمت کا مژدہ ملا
فضل ، احساں ، فضلیت کا مژدہ ملا
دائمی قرب و رحمت کا مژدہ ملا
''وہ دسوں جن کو جنت کا مژدہ ملا
اُس مبارک جماعت پہ لاکھوں سلام''

اپنا سرمایہ سب نذرِ دیں کر دیا
جس کے مدّاح ہیں خالق و مصطفیٰ
خادمِ مجتبیٰ ، قوم کا رہنما
''خاص اس سابقِ سیرِ قربِ خدا
اوحدِ کاملیّت پہ لاکھوں سلام''

کوئی دُنیا نے دیکھا نہ صدّیقؓ سا
آج بھی ہے جو ہم سایہ سرکار کا
ہم سفر جو خطیبُ الامم کا رہا
''سایۂ مصطفیٰ ، مایۂ اصطفا
عِزّ و نازِ خلافت پہ لاکھوں سلام''

جس کی تعلیم ہے دو جہانوں کا پُل
گلستانِ خلافت کا پہلا وہ گُل
جس کی یاری پہ نازاں ہیں مولائے کُل
''یعنی اُس افضل الخلق بعد الرُسُل
ثانی اثنینِ ہجرت پہ لاکھوں سلام''

یارِ غارِ جنابِ رسولِ امیں
جز وفا جس نے گھر کچھ بھی چھوڑا نہیں
دل میں اپنے ہے اس کی وفا جاگزیں
''اصدقُ الصادقیں ، سیّد المتقیں
چشم و گوشِ وزارت پہ لاکھوں سلام''

دِل میں اغیار کے جس کا رہتا تھا ڈر
کامرانی کی منزل تھا جس کا سفر
جس کی تقدیر تھی شانِ فتح و ظفر
''وہ عمرؓ جس کے اعدا پہ شیدا سَقَر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام''

جس کے پیغام کی ابتدا ، انتہا
سنّتِ مجتبیٰ ، سیرتِ مُنتقٰی
جس کا ایمان ہے مصطفیٰ کی دُعا
''فارقِ حق و باطل امامُ الھُدیٰ
تیغِ مسلولِ شدّت پہ لاکھوں سلامؔ''

راز دارِ خفی ، وہ غنی ، وہ سخی
جس کا کردار ہے امن کی روشنی
حُبِّ عِزّ العرب جس کی پہچاں رہی
''ترجمانِ نبی ، ہم زبانِ نبی
جانِ شانِ عدالت پہ لاکھوں سلامؔ''

حامیٔ سرورِ ہاشمی پر درُود
اس رفاقت بھری زندگی پر درُود
ایسے ایثار پر ، دوستی پر درُود
''زاہدِ مسجدِ احمدی پر درُود
دولتِ جیشِ عُسرت پہ لاکھوں سلام

زیبِ عثماں ہے ایمان کی سِلک بھی
پھر سخاوت کی احسان کی سِلک بھی
ذکرِ انوارِ رحمن کی سِلک بھی
''دُرِّ منثور قرآن کی سِلک بھی
زوجِ دونور عفّت پہ لاکھوں سلام''

وہ کہ جامع بھی ، قاری بھی قرآن کا
دیں کو نذرانۂ جان و تن دے دیا
آسمانِ وفا ہاں وہ شانِ حیا
''یعنی عثمان صاحب قمیصِ ھُدیٰ
حلّہ پوشِ شہادت پہ لاکھوں سلام''

مرجعِ سالکیں ، قبلۂ عارفیں
علم و عرفان کا اِمتزاجِ حسیں
ایسا زاہد کسی نے نہ دیکھا کہیں
''مُرتضیٰ شیرِ حق ، اشجع الاشجعیں
ساقیٔ شیر و شربت پہ لاکھوں سلام''

ٹھہرا مقبول و منظور حرفِ دُعا
جن کے علم و شجاعت کا ڈنکا بجا
ہے لقب شیرِ حق، نام ہے مرتضیٰ
''اصلِ نسلِ صفا ، وجہِ وصلِ خدا
بابِ فصلِ ولایت پہ لاکھوں سلام''

پرچمِ نورِ دیں کو وہ بخشا عرُوج
تھر تھرانے لگے ظلمتوں کے بُروج
آیا جو بھی مقابل ، گرا مثلِ عُوج
''اوّلیں دافعِ اہلِ رفض و خروج
چار می رُکنِ ملّت پہ لاکھوں سلام''

عزم کا بانکپن ، شاہِ خیبر شکن
حق نما ہر سخن ، شاہِ خیبر شکن
ہیں دُعا میں مگن ، شاہِ خیبر شکن
''شیرِ شمشیر زن ، شاہِ خیبر شکن
پرتوِ دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام''

جس کی ہیبت سے لرزاں جفا کے بُروج
جس کا پیغام ہے: خواہشوں کو نہ پوج
جس کا منشا ہے دینِ خدا کا عروج
''ماحیٔ رفض و تفضیل و نصب و خروج
حامیٔ دین و سنّت پہ لاکھوں سلام''

شامِ غم تھی کوئی یا تھی صُبحِ طرب
تھی دلوں میں صحابہ کے اک یہ طلب
خوش رہیں ان کی خدمت سے شاہِ عرب
''مومنیں پیشِ فتح و پسِ فتح سب
اہلِ خیر و عدالت پہ لاکھوں سلام''

کیسے تقدیر والے ہیں وہ نام وَر
خدمتِ صاحب التاج آٹھوں پہر
اِن غلاموں کے آقا ہیں حق و مَبرّ
''جس مسلماں نے دیکھا انہیں اِک نظر
اس نظر کی بصارت پہ لاکھوں سلام''

جن کے سینوں میں چاہت ہے اللہ کی
جن کی ہر سانس رحمت ہے اللہ کی
خاص جن پر عنایت ہے اللہ کی
''جن کے دُشمن پہ لعنت ہے اللہ کی
اُن سب اہلِ محبّت پہ لاکھوں سلام''

جن کے چہروں کی رونق ہے ایماں کا نور
پاک سینوں میں حُبِّ نبی کا وفور
جن کو حاصل ہے واللہ دائم حضور
''باقیٔ ساقیانِ شرابِ طہُور
زَینِ اہلِ عبادت پہ لاکھوں سلام''

جعفرِ صادق اس ہالۂ ماہ کے
ہم کہ ذرے ہیں جن کی گزر گاہ کے
اشعریؒ ، ماتریدیؒ ذی جاہ کے
''اور جتنے ہیں شہزادے اس شاہ کے
اُن سب اہلِ مکانت پہ لاکھوں سلام''

ہے بوصیریؔ کے فن کا حوالہ درُود
الجزولیؔ کے دل کا اُجالا درُود
ایسے عُشّاق پر عِشق والا درُود
''اُن کی بالا شرافت پہ اعلیٰ درُود
اُن کی والا سیادت پہ لاکھوں سلام''

اِک مہِ نو کی آمد امامِ حنیف
صاحبِ علمِ بے حد امامِ حنیف
جن پہ نازاں اب وجد امامِ حنیف
''شافعی ، مالک ، احمد ، امامِ حنیف
چار باغِ امامت پہ لاکھوں سلام''

عظمتِ قادریّت پہ کامل درُود
چشتیت کی سعادت پہ کامل درُود
سہروردِ ولایت پہ کامل درُود
''کاملانِ طریقت پہ کامل درُود
حاملانِ شریعت پہ لاکھوں سلام''

چارۂ غم ، امام التّقی و النّقی
لُطفِ پیہم ، امام التّقی و النّقی
ساتھ ہر دم ، امام التّقی و النّقی
''غوثِ اعظم امام التّقی و النّقی
جلوۂ شانِ قدرت پہ لاکھوں سلام''

شاہِ کون و مکاں کے حسیں شاہ زاد
ہے مریدوں کے غم کی دوا اُن کی یاد
ان کے دم سے محبین کے دل ہیں شاد
''قطب و ابدال و ارشاد و رُشد الرّشاد
محیٔ دین و ملّت پہ لاکھوں سلام''

ان کی ہر اک کرامت پہ بے حد درُود
اور پیامِ صداقت پہ بے حد درُود
اصفیاء کی امامت پہ بے حد درُود
''مردِ خیلِ طریقت پہ بے حد درُود
فردِ اہلِ حقیقت پہ لاکھوں سلام''

راستہ جن کا ہے راہِ حُبِّ خدا
سب سلاسل میں ہے فیضِ غوث الورا
فہم سے ہیں مقامات جن کے سوا
''جس کی منبر ہوئی گردنِ اولیاء
اُس قدم کی کرامت پہ لاکھوں سلام''

خواجۂ اولیاء رہبرِ رہبراں
بابا گنجِ شکر ، باہوئے سالکاں
داتا صاحب کہ ہیں گنج بخشِ جہاں
''شاہ بَرکات و برکات پیشنیاں
نوبہارِ طریقت پہ لاکھوں سلام''

صاحبِ فضلِ بے حد امام الرُّشد
تابِ حسنِ اب و جد امام الرُّشد
ہیں عنایات کی حد ، امام الرُّشد
''سیّد آلِ محمد امام الرُّشد
گُلِ روضِ ریاضت پہ لاکھوں سلام''

گلشنِ اصفیاء کے معطر وہ پھول
اہلِ دل ہرقدم چھانیں رستے کی دھول
جن کے درپر رہے رحمتوں کا نزول
''حضرتِ حمزہؔ شیرِ خدا و رسول
زینتِ قادریّت پہ لاکھوں سلام''

اے خدا تجھ سے ہے اُس کرم کا سوال
جس سے آراستہ خواجگاں کا جمال
ان کی عظمت کی ملتی نہیں ہے مثال
''نام و کام و تن و جان و حال و مقال
سب سے اچھے کی صورت پہ لاکھوں سلام''

میرے دل کی دُعا بھی ہو مولا قبول
سب مشائخ پہ ہو رحمتوں کا نزول
کیا حسیں باغِ آقا کے اَن مول پھول
''نُورِ جاں عطر مجموعہ آلِ رسول
میرے آقائے نعمت پہ لاکھوں سلام''

شانِ آباء و اجدادِ نوری نہاد
پیارے آقا کی اولادِ نوری نہاد
یعنی مولانا حدادِؒ نوری نہاد
''زیبِ سجادہ سجادِ نوری نہاد
احمدِ نور طینت پہ لاکھوں سلام''

حضرت عبدالعلیمؒ ، عالمِ لاجواب
شیخِ کامل حبیبِؒ ولایت مآب
ذکر جن کا سدا وجہِ خیر و ثواب
''بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب
تا ابد اہلِ سنّت پہ لاکھوں سلام''

نقشبند و مجدّد کا رنگِ عطا
پیرِ ارچی مبارک کا حُسنِ دعا
میرے مُرشد میاںؒ صاحبِ باصفا
''تیرے ان دوستوں کے طفیل اے خدا
بندۂ ننگِ خلقت پہ لاکھوں سلام''

میرے والد ثنا خوانِ شاہِ زمن
وقفِ توصیفِ خیر البشر جن کا فن
ان سے مجھ کو ملا ذوقِ شعر و سخن
''میرے اُستاد ، ماں باپ بھائی بہن
اہلِ ولد و عشیرت پہ لاکھوں سلام''

اُلفتِ اہلِ دل میرے دل میں مکیں
جن کی مجلس کہ ہے بابِ علم و یقیں
میرے بچے بھی ہوں ان کے مجلس نشیں
''ایک میرا ہی رحمت پہ دعویٰ نہیں
شاہ کی ساری امّت پہ لاکھوں سلام''

بزمِ داور میں جب اُن کی آمد ہو اور
نوری پیکر میں جب اُن کی آمد ہو اور
حسنِ منظر میں جب اُن کی آمد ہو اور
''کاش محشر میں جب اُن کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام''

رنج دُوری کا کب تک سہیں ہاں رضا
چشمِ حامدؔ سے آنسو بہیں ہاں رضا
عمر بھر کاش طیبہ رہیں ہاں رضا
''مجھ سے خدمت کے قدسی کہیں ہاں رضا
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلامؐ''

☆☆☆

سیّد حامدؔ یزدانی

۲۷۔رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ
ٹورانٹو، کینیڈا

حصہ نعت
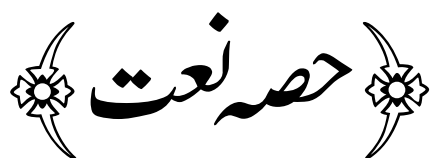
ذہنی اور وجدانی آفاق کو روشن تر کرتی نعتیں

سید حامد یزدانی میرے پیرزادے ہیں۔ حضرت سید یزدانی جالندھری کو پیر جی کا لقب حضرت طفیل ہوشیار پوری نے دیا تھا اور ان کے تتبع میں یزدانی صاحب کے متعدد دیگر معاصر بھی عموماً انہیں پیر جی ہی کے لقب سے یاد کرتے تھے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنی نسبی سیادت کے علاوہ اپنے علم و فضل اور انشا ادب میں اپنے بلند مقامات کے حوالے سے بھی یزدانی صاحب پیر جی ہی تھے۔

اپنے گھر کے غیر معمولی علمی اور ادبی ماحول کی بدولت پیر جی کے سب بچے ذوق سخن کی دولت سے مالا مال اور تخلیق و تصنیف کے ورثہ سے بہرہ ور ہیں۔ سید حامد یزدانی کو پیر جی کے ورثۂ علم و ادب سے ضیغمانہ حصہ (Lion's Share) ملا ہے۔ وہ کم عمری ہی سے تحریر و تصنیف کے میدان میں گامزن ہیں اور سکول و کالج میں اپنے دورانِ تعلیم ہی میں بطور ادیب و شاعر متعارف ہونا شروع ہو گئے تھے۔ گورنمنٹ کالج لاہور میں اپنے زمانہ طالب علمی میں بھی وہ اپنے ہم عمر اہلِ قلم میں بہت ممتاز تھے۔ مزید خوش آئند بات یہ ہے کہ ان کا علمی و ادبی ذوق ہنگامی اور عارضی ثابت نہیں ہوا بلکہ یہ ان کا مستقل رفیق حیات بن چکا ہے۔ اُن کی تعین کتابیں (مجموعات نظم و غزل) قبل ازیں شائع ہو چکی ہیں اور اہلِ نظر سے داد تحسین وصول کر چکی ہیں۔ اب اُن کا مجموعہ حمد و نعت (اطاعت) قارئین کے پیش نظر ہے۔

حمد و نعت کا شعبہ دیگر اصناف سخن کی بہ نسبت زیادہ فنی کمال و رسوخ کا متقاضی ہے۔ یہ مقام مسرت ہے کہ سید حامد یزدانی ان مقدس موضوعات پر اپنی تخلیقی کاوشیں پیش کرنے سے پہلے مطلوبہ فکری اور فنی اوصاف سے اطمینان بخش حد تک متصف ہو چکے ہیں۔ وہ نظم آرائی اور غزل نگاری میں کافی مشق سخن بہم پہنچا چکے ہیں۔ ان کے پیرا یہ ہائے اظہار تربیت یافتہ، محکم اور صیقل شدہ دکھائی دیتے ہیں۔ قرطاس و قلم سے

سروکار رکھنے والے اپنے معاصر دستے میں وہ نہایت اعتماد اور وقار کے ساتھ کامیابیوں کی طرف فاتحانہ بڑھ رہے ہیں۔

سید حامد یزدانی کے زیرِ نظر حمدیہ اور نعتیہ کلام میں فکر و نظر کی آب و تاب قاری کے ذہنی اور وجدانی آفاق کو روشن تر کرتی ہے۔ حمد و نعت میں بیان ہونے والے مضامین و خیالات ہمارے دور میں بھی بیشتر وہی ہیں جو صدیوں سے ان اصناف ادب کا سرمایہ رہے ہیں۔ تاہم شعرائے کرام اپنے معاصر ماحول و مسائل کے ذکر سے اور ذاتی احساس و تاثر کے اظہار سے اس باب میں جدت اور تازگی کا رنگ پیش کرنے کی سعی بلیغ کرتے رہے ہیں۔ سید حامد یزدانی نے بھی انہی حوالوں سے اپنے مجموعہ حمد و نعت کو منفرد اور متنوع بنانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ گوناگوں فنی محاسن بھی اس مجموعہ کلام میں جا بہ جا فروزاں نظر آئیں گے۔ اُمید ہے کہ حامد یزدانی کا یہ مجموعہ حمد و نعت جہانِ ادب میں ان کے لیے مزید وقار و اعتبار کا باعث بنے گا اور صاحبانِ فکر و نظر اس مجموعہ کے مطالعہ سے مزید تب و تاب حاصل کریں گے۔

پروفیسر جعفر بلوچ

لاہور

(نعتیہ مجموعہ ''اطاعت'' کا دیباچہ)

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

گُلِ توصیف بنوں برگِ ثنا ہو جاؤں
کاش میں آپؐ کا نقشِ کفِ پا ہو جاؤں

آپ چاہیں تو مرے حرف بھی روشن کر دیں
آپ چاہیں تو میں خورشید نوا ہو جاؤں

حرفِ بے صوف کی صورت ہوں لبِ امکاں پر
اِذن مل جائے تو امکانِ ادا ہو جاؤں

میرے آقا مِری پہچان فقط آپ رہیں
گرد ہوں کاش گُلِ گردِ صدا ہو جاؤں

آپ سمٹیں تو زمانوں کا احاطہ کر لیں
میں جو پھیلوں بھی تو عکسِ کفِ پا ہو جاؤں

اے شہنشاہِ امم ، مہرِ عرب ، ماہِ عجم
آرزو ہے کہ سزاوارِ ردا ہو جاؤں

روشنی میرے مقدر پہ سدا رشک کرے
میں جو گردِ رہِ مہتابِ حرا ہو جاؤں

رنگ کھِل جائیں سر شاخ ابد اے حامد
لوحِ آفاق پہ اک حرفِ دُعا ہو جاؤں

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

یہ عجب دل کی تمنّا ہے ترِے دور میں ہو
کبھی دربانِ حرا ہو تو کبھی ثور میں ہو

کیسے ممکن ہے کوئی اور ہو تیرے جیسا
کیسے ممکن ہے جو تجھ میں ہے کسی اور میں ہو

تیرا منکر تو ابوجہل ہی کہلائے گا
وہ کسی ملک کا باسی ہو کسی دور میں ہو

جب بھی فہرست مرتب ہو غلاموں کی ، حضور
درج ہو نام ہمارا بھی کسی طور میں ہو

روح کا ایک ہی مسکن ہے مدینہ تیرا
جسم کا کیا ہے ہیملٹن میں ہو ، لاہور میں ہو

صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

اللہ یہ اعزازِ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَک
آقاؐ ہیں سرافرازِ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَک

جُز آپ کے ہے کون کہ ممدوحِ خُدا ہو
ہے مدح بہ اندازِ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَک

یہ رُوح کہ اِک صَلِّ وسلم کی صدا ہے
وجدان کہ آوازِ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَک

کیا کیا نہ تھے زیر و بم آہنگِ زمانہ
دھیما نہ پڑا سازِ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَک

وہ فخرِ رُسُل ، فخرِ بشر ، فخرِ ملائک
ہے شانِ نبی نازِ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَک

موجود سے امکان تلک وجد کا عالم
یہ حُسن ، یہ اعجازِ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَك

اِس باب میں تاریخ دو عالم بھی ہے حیراں
کب ہوتا ہے آغازِ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَك

خورشیدِ ازل تاب سے مہتابِ ابد تک
تفصیل ہے ایجازِ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَك

اے فہمِ بشر! تجھ پہ تو اپنا نہ کھلا بھید
کیا تجھ پہ کھُلے رازِ رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَك

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مگن ابھی سے طوافِ درِ جمال میں ہے
وہ روشنی کہ گزرگاہِ ماہ و سال میں ہے

اُتر رہے ہیں ستارے سے میرے لفظوں میں
کہ نجمِ عجز ہُنر ساعتِ کمال میں ہے

مجھے بنامِ محمد رہائی دے مولا
نیا زمانہ ، نئے وسوسوں کے جال میں ہے

اِسے بھی دولتِ تاثیر ہو عطا ، مولا
کہ ایک حرف مِرے کاسۂ سوال میں ہے

اِک استعارہ ، اک آنسو ، اک آس ہے حامد
کہ اک دِیا ، فلکِ حجلۂ خیال میں ہے

❁❁❁

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نہ اِس کنارے سے مطلب ، نہ اُس کنارے سے
نظر بندھی ہے تِری روشنی کے دھارے سے

جو آپ ہیں مِرے منزل نما بھی ، رہبر بھی
تو راہ کس لیے پوچھوں کسی ستارے سے

سحابِ طیبہ جو برسا سخن کی دھرتی پر
ثنا کے پھول کھلے کیسے پیارے پیارے سے

جو تیرے ذِکر کی برکت نہ میری عمر میں ہو
تو ایک پَل بھی نہ گزرے مِرا گزارے سے

اگر نہ ہوتا نبی کا کریم در ، حامد
کدھر کو جاتے گنہگار پھر ہمارے سے

❁❁❁

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

خاموشیوں کے اشک سنے ہیں حضور نے
ویراں نظر کو خواب دیے ہیں حضور نے

جن کی نمو سے خیر کی تشکیل ہو سکے
لب کو عطا وہ حرف کیے ہیں حضور نے

جس نے سدا اندھیرے بچھائے تھے راہ میں
اُس شب کو بھی چراغ دیئے ہیں حضور نے

وہ لفظ ، ذہن سے جو زباں تک نہ آ سکے
مجھ کو یقیں ہے وہ بھی سُنے ہیں حضور نے

وہ فاصلے کہ صدیوں پہ شاید محیط ہوں
طے فاصلے وہ پل میں کیے ہیں حضور نے

❀❀❀

صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

ذاتِ پیغمبر مِرے فکر و نظر کی روشنی
ماند جس کے سامنے شمس و قمر کی روشنی

اُن کی آمد ، ظلمتِ باطل کو پیغامِ شکست
اُن کی آمد ، مطلعِ جاں پر سحر کی روشنی

کر گئی پُرنُور جو قلب و نظر کی وادیاں
چاند سے بڑھ کر تھی وہ پچھلے پہر کی روشنی

جگمگائی آپ کے پرتَو سے بزمِ کائنات
بڑھ گئی بیت الحرم کے بام و در کی روشنی

کاروانِ خیر رستے سے بھٹک سکتا نہیں
رہنما ہے اُسوۂ خیر البشر کی روشنی

آپ کی باتیں کہ سوندھی دُھوپ سی سرگوشیاں
آپ کا لہجہ کہ نکھری سی سحر کی روشنی

وقت کی لوحِ سیہ پر نعت لکھنے کے لیے
مجھ کو بھی درکار ہے حرف و ہُنر کی روشنی

آمنہ کا چاند ، عبداللہ کا دُرِّ یتیم
جس سے دوبالا ہوئی ہاشم کے گھر کی روشنی

یہ بھی حامدؔ اُن کی نعتِ پاک کا اعجاز ہے
آ گئی ہے میری دُعاؤں میں اثر کی روشنی

صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

حشر تک نُور و ضیا کا سلسلہ جاری ہے
آپ کی مدح و ثنا کا سلسلہ جاری ہے

ہو لبوں پر رات دن تسبیح ذکرِ مصطفٰے
رُوح میں صَلِّ علیٰ کا سلسلہ جاری رہے

جھولیاں بھر بھر کے اُٹھیں آپ کے در سے فقیر
ہر گھڑی جود و سخا کا سلسلہ جاری رہے

سلسلہ جاری رہے لُطف و عطا کا ، یا نبیؐ!
یا نبیؐ! لُطف و عطا کا سلسلہ جاری رہے

صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

لب پر جو مرے نامِ شہِ ہر دوسرا ہے
دِل جلوۂ انوار سے آئنہ بنا ہے

سینے میں مرے، اُس کی محبت کا ضیا ہے
مطلوبِ دو عالم ہے، جو محبوبِ خدا ہے

میں بھی ہوں گدائے دَرِ دُربارِ مدینہ
وہ دَر کے زیارت گہِ ہر شاہ و گدا ہے

وہ جس سے مہکتی ہے فضا خُلدِ بریں کی
طیبہ کی ہوا، ہاں وہ مدینے کی ہوا ہے

حامدؔ کو کہاں نعتِ پیمبر کا سلیقہ
اُن کا کرمِ خاص ہے یہ اُن کی عطا ہے

❀ ❀ ❀

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

دربارِ رسول کو چلا ہے
دل ، خواب یہ روز دیکھتا ہے

لگتا ہے مجھے کہ آسماں بھی
طیبہ ہی کے رُخ جھکا ہوا ہے

آنکھوں سے جھلک رہے ہیں آنسو
ہونٹوں پہ ترے فقط دُعا ہے

کیوں تیرہ سفر ہو زندگی کا!
ذِکر آپ کا جگمگا رہا ہے

بجھتی ہوئی ساعتوں میں حامدؔ
اک چاند ہے اور چمک رہا ہے

❀❀❀

صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ

ہستی کے صحرائے تیرہ و تار کو روشن کر دے
دل کے حرا میں آ ، اک دن ، اِس غار کو روشن کر دے

لوح و قلم کے شاہ! دکھا دے دن میری سوچوں کو
رات کے لہجے میں لکھے اشعار کو روشن کر دے

وقت کا ساحل تیرے کرم سے جیسے جگمگ جگمگ
یوں ہی نُور شفاعت کا اُس پار کو روشن کر دے

جھلمل جھلمل اُتریں تیرے ذِکر کی روشن کرنیں
آقا آج غلاموں کے گھر بار کو روشن کر دے

تیرگی ہر سُو ، اور ہمارے بچے بھی ناداں ہیں
اِن کے عمل چمکا ، اِن کے کردار کو روشن کر دے

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

بامِ ازل سے ، صحنِ ابد تک ہے روشنی
آقا ترا وجود ہی بے شک ہے روشنی

سوچا تھا ایک لمحے کو رستہ حضور کا
بکھری مرے خیال میں اب تک ہے روشنی

زخموں کی لَو سے سارے زمانے ہیں دمک اُٹھے
گویا کہ اہلِ درد کا مسلک ہے روشنی

شمس الضحیٰ کے نُور سے دُنیا چمک اُٹھی
کیسی ہے صُبح ، کیسی مبارک ہے روشنی!

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہائیکو

جاں پہ برسے سحابِ اِذنِ سفر
ہمیں آقا بلائیں طیبہ اگر
اپنی قسمت پہ ناز ہم بھی کریں

❀❀❀

جن کا لہجہ ہے سر بہ سر قرآں
چال جن کی ہے سورۂ رحماں
اُن کی تمثیل کون لائے گا

❀❀❀

دل جو غم سے نڈھال ہوتا ہے
سب سے مایوس ہو کے یہ آنکھیں
سبز گنبد کی سمت دیکھتی ہیں

❀❀❀

حامد یزدانی: زندگی اور تصانیف

مکمل نام: سیّد حامد یزدانی

ولدیت: سیّد عبدالرشید یزدانی جالندھری اور سیّدہ رشیدہ جہاں گیلانی

سنِ ولادت: ۱۹۶۱ بمقام: لائل پور (فیصل آباد)، پاکستان

پرورش: لاہور، پاکستان

مستقل سکونت: ٹورانٹو، کینیڈا

تصانیف (مطبوعہ): ابھی اک خواب رہتا ہے (اردو شاعری) طبعِ اوّل ۱۹۹۲ء طبع دوم ۲۰۰۷ء

رات دی نیلی چپ (پنجابی شاعری) طبعِ اوّل ۲۰۰۲ء

گہری شام کی بیلیں (اردو شاعری) طبعِ اوّل ۲۰۰۷ء

اطاعت (اردو نعتیں) طبعِ اوّل ۲۰۱۰ء

خالی بالٹی اور دوسرے افسانے ۔ طبعِ اوّل ۲۰۲۲ء

ہم ابھی رستے میں ہیں (اردو نظمیں اور غزلیں) ۲۰۲۲ء

عہد میرا مجھے پہچان نہ پایا عارفؔ ۔ پروفیسر عارف عبدالمتین ۔

فن و شخصیت ۔ (شریک مرتب) ۲۰۲۳ء

2023...From One Loneliness to Another

(English Traslation of Urdu Poems by M. Salim ur Rahman)

تصانیف (زیرِ ترتیب):

یزدانی جالندھری ۔ فن و شخصیت (شریک مرتب)

کسی اور ساحل سے (بین الاقوامی نظموں کے تراجم)

باتیں اُن کی (ادبی انٹرویوز)

شعری مجموعے ۔ ہائیکو، رباعیات

مجھے یاد ہے (والدِ گرامی جناب یزدانی جالندھری کے حوالہ سے یادنامہ)

تازہ طبع زاد افسانے

جدید مغربی افسانے (اردو تراجم)

ادبی مضامین، کالم

طبع زاد انگریزی نظمیں

طبع زاد انگریزی افسانے

ادبی جرائد (جن میں تخلیقات شائع ہوئیں):

فنون، اوراق، ماہِ نو، ادبیات، نعت رنگ، افکار، بیاض، بیسویں صدی، نئی قدریں، محفل، شام و سحر، راوی، قرطاس، نیرنگِ خیال، ادبِ لطیف، کتاب ڈائجسٹ، آثار، ریختہ (ویب سائٹ)

تعلیم:

ماسٹر آف سوشل ورک ۔ ولفرڈ لاریئے یونی ورسٹی، واٹرلُو، کینیڈا

ایم ۔ اے سوشیالوجی ۔ پنجاب یونی ورسٹی، لاہور، پاکستان

آنرز ڈپلوما اِن سوشل سروسز ورکر ۔ موہاک کالج ہملٹن، کینیڈا

بی ۔ اے ۔ گورنمنٹ کالج لاہور، پاکستان

جرمن زبان سرٹیفکیٹ ۔ یونی ورسٹی آف کولون، جرمنی، گوئٹے انسٹی ٹیوٹ، لاہور

پیشہ ورانہ ادارے:

(سیٹلمنٹ سپیشلسٹ) امیگرنٹس سروسز، وائے ایم سی اے، ہملٹن، کینیڈا

(کمیونٹی ڈویلپر) سوشل پلاننگ اینڈ ریسرچ کونسل، ہملٹن، کینیڈا

(فیملی سروس آفیسر) فیملی اینڈ چلڈرنز سروسز آف گوایلف، کینیڈا

(پروڈیوسر، ایڈیٹر) ریڈیو ڈوئچے ویلے ۔ دی وائس آف جرمنی، کولون، جرمنی

(کمپیئر، سکرپٹ رائٹر) ریڈیو پاکستان، لاہور

(لیکچرار) گورنمنٹ ڈگری کالج شیخوپورہ، پاکستان

(کمپیئر، سکرپٹ رائٹر) ریڈیو پاکستان لاہور، پاکستان

(میگزین ایڈیٹر) فانوس، سورج، بازگشت لاہور، پاکستان

(جُز وقتی وابستگی) روزنامہ 'جنگ'، لاہور، روزنامہ 'امروز'، لاہور، روزنامہ 'وفاق'، لاہور

(مستقل کالم نگار) ویب سائٹ: 'ہم سب' اور ویب سائٹ: 'مکالمہ'

ادبی سرگرمیاں: سابق سیکرٹری۔ حلقۂ اربابِ ذوق، ٹورنٹو، کینیڈا،

سابق سیکرٹری۔ حلقۂ اربابِ ذوق، جرمنی

سابق جائنٹ سیکرٹری۔ حلقۂ اربابِ ذوق، لاہور، پاکستان

سیر وسیّاحت: کینیڈا، امریکہ، جرمنی، برطانیہ، ہالینڈ، بیلجیم، لکسمبرگ، متحدہ عرب امارات،

سعودی عرب، پاکستان

رابطہ کے لیے:

urdupoet@gmail.com
hamidyazdani@hotmail.com
https://www.facebook.com/hamid.yazdanii

نعت ریسرچ سینٹر کی مطبوعات

نمبر	کتاب	صنف	مصنف	قیمت
1-	اُردو حمد و نعت پر فارسی شعری روایت کا اثر		ڈاکٹر عاصی کرنالی	600/-
2-	اردو نعت کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ		رشید وارثی	350/-
3-	نعت میں کیسے کہوں	(تنقید)	پروفیسر محمد اقبال جاوید	200/-
4-	غالب اور ثنائے خواجہ	(تنقید)	صبیح رحمانی	200/-
5-	نعت کی تخلیقی سچائیاں	(تنقید)	ڈاکٹر عزیز احسن	150/-
6-	ہنر نازک ہے	(تنقید)	ڈاکٹر عزیز احسن	150/-
7-	اردو نعت اور جدید اسالیب	(تنقید)	ڈاکٹر عزیز احسن	120/-
8-	نعت نگر کا باسی	(تنقید)	صبیح رحمانی	150/-
9-	جادۂ رحمت کا مسافر	(تنقید)	ڈاکٹر حسرت کاسگنجوی	80/-
10-	بہشت تضامین	(شعری مجموعہ)	حافظ عبد الغفار حافظ	250/-
11-	خیر البشر	(میلاد نامہ)	نور بانو محجوب	200/-
12-	نعت اور تنقیدِ نعت	(تنقید)	ڈاکٹر ابو الخیر کشفی	300/-
13-	فنِ اداریہ نویسی اور ''نعت رنگ''	(تنقید)	ڈاکٹر افضال احمد انور	200/-
14-	''نعت رنگ'' اہلِ علم کی نظر میں	(مضامین)	ڈاکٹر شبیر احمد قادری	300/-
15-	فہرستِ کتب خانہ نعت ریسرچ سینٹر	(کتابیات)	محمد طاہر قریشی	300/-
16-	زبورِ حرم	(کلیاتِ نعت)	اقبال عظیم	450/-
17-	شہہ لولاک	(شعری مجموعہ)	امان خان دل	150/-
18-	جادۂ رحمت	(انگریزی مجموعہ)	جسٹس منیر مغل	200/-
19-	اشاریہ ''نعت رنگ''	(بیس شمارے)	ڈاکٹر سہیل شفیق	300/-
20-	سرکار کے قدموں میں	(انگریزی ترجمہ)	سارہ کاظمی	500/-
21-	شہپرِ توفیق	(شعری مجموعہ)	ڈاکٹر عزیز احسن	200/-
22-	قوسین	(شعری مجموعہ)	آفتاب کریمی	200/-
23-	نزول	(شعری مجموعہ)	شفیق الدین شارق	100/-
24-	آنکھ بنی کشکول	(شعری مجموعہ)	آفتاب کریمی	100/-
25-	آپ	(شعری مجموعہ)	حنیف اسعدی	150/-

کتاب	نوعیت	مصنف	قیمت
26- کرم ونجات کا سلسلہ	(شعری مجموعہ)	ڈاکٹر عزیز احسن	150/-
27- نعت اور سلام	(شعری مجموعہ)	وحیدہ نسیم	20/-
28- ممدوحِ خلائق	(شعری مجموعہ)	آفتاب کریمی	200/-
29-مرقعِ چہل حدیث	(مجموعہ احادیث)	پروفیسر محمد اقبال جاوید	3 00/-
30-نعتیہ ادب کے تنقیدی نقوش	(تنقید)	پروفیسر محمد اکرم رضا	250/-
31-نعت کے تنقیدی آفاق	(تنقید)	ڈاکٹر عزیز احسن	150/-
32-مثنوی رموزِ بیخودی کا فنی وفکری جائزہ	(اقبالیات)	ڈاکٹر عزیز احسن	200/-
33-اُمیدِ طیبہ رسی	(شعری مجموعہ)	ڈاکٹر عزیز احسن	150/-
34-نعت شناسی	(تنقید)	ڈاکٹر ابوالخیر کشفی	300/-
35-اردو نعتیہ ادب کے انتقادی سرمائے کا تحقیق مطالعہ	(تحقیقی مقالہ)	ڈاکٹر عزیز احسن	700/-
36-پاکستان میں اُردو نعت کا ادبی سفر	(تنقید)	ڈاکٹر عزیز احسن	300/-
37-نعت نامے بنام صبیح رحمانی	(مجموعۂ مکاتیب)	ڈاکٹر محمد سہیل شفق	1000/-
38-نعتیہ ادب کے تنقیدی زاویے	(تنقید)	ڈاکٹر عزیز احسن	350/-
39- تعلق بالرسول a کے تقاضے اور ہم	(سیرت)	ڈاکٹر عزیز احسن	52/-
40-دل جس سے زندہ ہے	(ظفر علی خان کی نعتیہ تب وتاب)	ڈاکٹر محمد اقبال جاوید	100/-
41- نعت رنگ کے پچیس شمارے	(ایک اجمالی تعارف)	ڈاکٹر شہزاد احمد	50/-
42- وفیات نعت گویانِ پاکستان		ڈاکٹر محمد منیر احمد سلیچ	200/-
43- ڈاکٹر عزیز احسن اور مطالعات حمد ونعت		صبیح رحمانی	400/-
44-اُصول نعت گوئی		حلیم حاذق	200/-
45-نعت اور جدید تنقیدی رُجحانات		کاشف عرفان	400/-
46- زمزمہ سلام		سیما منیر	ہدیہ دُعا
47- مدحت نامہ		صبیح رحمانی	600/-
48- کراچی کا دبستانِ نعت	(تذکرہ)	منظر عارفی	1000/-
49- مناقب امام حسین اور شعرا کراچی		منظر عارفی	500/-
50- کلام رضا فکری وفنی زاویے		صبیح رحمانی	500/-
51- عطر خیال (نعتیہ مجموعہ)		شبنم رومانی	200/-
52- یہ روح مدینے والی ہے		رئیس احمد	250/-

53- پاکستانی زبانوں میں نعت		صبیح رحمانی	500/-
54- کلیاتِ عزیز احسن		صبیح رحمانی	900/-
55-نعتیہ شاعری کے فروغ میں "نعت رنگ" کی خدمات		حلیمہ سعدیہ منگلوری	500/-
56-اُردو شاعری میں نعت (ابتدا سے محسن کاکوروی تک)		ڈاکٹر محمد اسمٰعیل آزاد فتح پوری	500/-
57-اُردو شاعری میں نعت (حالی سے حال تک)		ڈاکٹر محمد اسمٰعیل آزاد فتح پوری	500/-
58-حمد و نعت کے معنیاتی زاویے		ڈاکٹر عزیز احسن	400/-
59- تحمید و تحسین	(حمدیہ اور نعتیہ مضامین)	پروفیسر محمد اقبال جاوید	500/-
60-مناقب خلفائے راشدین اور شعرائے کراچی		منظر عارفی	800/-
61-نعتیہ شاعری کے شرعی تقاضے		ڈاکٹر عزیز احسن	250/-
62- تحسین رسالت	(تنقیدی مضامین)	پروفیسر محمد اقبال جاوید	2000/-
63-خوشبو کا سفر	(نعتیہ مجموعہ)	محمد احمد اریب	100/-
64-نعتیہ ادب: مسائل و مباحث	(خطوط کا تجزیاتی مطالعہ)	ڈاکٹر ابرار عبدالسلام	700/-
65-ہماری ملّی شاعری میں نعتیہ عناصر	(تحقیقی مقالہ)	ڈاکٹر محمد طاہر قریشی	900/-
66-ثنا کی نکہتیں	(مجموعہ نعت برزمینِ غالب)	سیّد محمد نورالحسن نور نوابی عزیزی	300/-
67-افسر ماہ پوری کی نعت شناسی		ڈاکٹر شمع افروز	300/-
68- کشفیہ	(مجموعہ نعت)	سلیم شہزاد	300/-
69-پاکستانی اُردو غزل میں حمدیہ و نعتیہ عناصر	(تنقید)	محمد کاشف ضیاء	300/-
70- صبیح رحمانی کی نعتیہ شاعری	(فکری و تنقیدی تناظر)	ڈاکٹر شمع افروز	700/-
71-حمدیہ شاعری کی متنی وسعتیں	(تنقید)	ڈاکٹر عزیز احسن	600/-
72-اُردو کا حمدیہ ادب۔ اجمالی مطالعہ	(تحقیق)	صبیح رحمانی	200/-
73-انتخاب نعت	(موضوعات کے اعتبار سے)	پروفیسر محمد اقبال جاوید	2000/-
74-حرا کی خوشبو	(مجموعہ نعت)	انجم نیازی	500/-
75-ریاضِ حمد و نعت	(تین مجموعہ نعت)	ریاض حسین چودھری	500/-
76-تقدیسی ادب کا فکری تناظر	(تنقید)	ڈاکٹر عزیز احسن	700/-
77-نعت نگاری: فنی و تاریخی تناظر	(تنقید)	قاضی اسد ثنائی	800/-
78-مخزنِ نعت	(انتخابِ نعت)	پروفیسر محمد اقبال جاوید	600/-
79-ناعت فرخندہ بخت	(تنقید)	علی صابر رضوی	500/-
80- ثناء نژاد	(نعتیہ مجموعہ)	جنید ندیم سیٹھی	500/-

81-نصاب غلامی	(نعتیہ مجموعہ)	ریاض حسین چودھری	700/-
82-وردِ مسلسل	(نعتیہ مجموعہ)	ریاض حسین چودھری	800/-
83- کلیات نعت	(نعتیہ مجموعہ)	عبدالعزیز دباغ	800/-
84-روشنی یا نبی	(نعتیہ مجموعہ)	ریاض حسین چودھری	900/-
85-اُردو نعت میں تعظیمی بیانیہ	(تنقید)	طارق ہاشمی	600/-
86-ریاض حسین چودھری کی نعت نگار	(تنقید)	شیخ عبدالعزیز دباغ	600/-
87-اُردو میں معراج نامے	(تاریخ وتجزیہ)	ڈاکٹر سیّد یحییٰ نشیط	700/-
Excellence of Naat-88		Dr. Aziz Ahsan	900/-
89-عہد رسالت میں نعت	(تحقیق وتجزیہ)	ڈاکٹر ارشاد شاکر اعوان	800/-
90-دبستان قلم کے نعت نگار	(تحقیق)	اکرم کنجاہی	600/-
91- تنقید نعت: نیا تناظر نئی تفہیم	(تحقیق وتنقید)	ڈاکٹر ابرار عبدالسلام	1400/-
92-عقیدت کے پھول	(نعتیہ مجموعہ)	شکیل فاروقی	600/-
93-نعت نامے	(مجموعہ خطوط)	ڈاکٹر سہیل شفیق	5000/-
94-اردو شاعری میں واقعہ معراج	(تحقیق وتجزیہ)	ڈاکٹر طاہرہ انعام	900/-
95-اردو نعت اور چند ادبی تحریکیں	(تحقیق وتجزیہ)	ڈاکٹر طاہرہ انعام	800/-
96-نعت کی تنقیدی و تحقیقی جہات	(دبستان نعت سے انتخاب)	ڈاکٹر سراج احمد قادری	600/-
97-نعت کے تخلیقی زاویے	(تنقید)	ریاض حسین چودھری	800/-
98-دُرجِ نعت	(تحقیق وتنقید)	ڈاکٹر راہی فدائی	800/-
99-بہارِ قبول	(تضمین نگاری)	سیّد حامد یزدانی	400/-

□□□

سلام رضا پر بے شمار تضامین کہی گئیں اور درود و سلام کی اس شمع کا نُور اب بھی اہلِ قلم میں آتشِ عشق فروزاں کر رہا ہے۔ حامد یزدانی نے اپنے عشق کا یہ سوز ''بہارِ قبول'' کی صورت میں پیش کیا ہے۔ایسے بلند ہدف کی تعیین سے یہ بات از خود واضح ہے کہ حامد یزدانی نعت کی مستحکم روایت سے ذہنی و قلبی وابستگی رکھتے ہیں۔ احمد رضا خان جیسا شاعر جس کے کلام پر انفرادیت کا پختہ رنگ ہو اور شاعر کا اسلوب اس کی شخصیت کے بنیادی عناصر ہی کی بنا پر مختلف و ممیز ہو اس کے کلام پر تضمین کا ارادہ کرنا جہاں ایک شاعر کی عقیدت مندی کا مظہر ہے وہیں اس کی بلند ہمتی کا ثبوت بھی ہے تضمین کہنے والا گویا شاعر اول کے تخلیقی تجربے کی باز یافت کرتا ہے اور اپنے فکر و تخیل کو اس سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ حامد یزدانی نے سلام رضا کے صوری و معنوی حسن کو حتی المقدور نبھایا ہے۔ ملکِ سخن میں احمد رضا خان کی شاہی ان کے تبحرِ علمی اور فکر و فن پر عبور سے عبارت ہے ایسی شخصیت کے لائے ہوئے صنائع و بدائع اور مضامین و خیال کا تتبع کرنا ہر چند کہ محال ہے لیکن حامد یزدانی کی کاوش قابلِ قدر ہے۔ اس تضمین کے اشعار میں ان کا شعری آہنگ بتدریج بلند ہوتا گیا ہے۔ اکثر مقامات پر انہوں نے اسی لہجے کو قائم رکھنے کوشش کی ہے مگر کہیں کہیں معنوی ربط پیدا کرنے میں وہ احمد رضا بریلوی کے شعری اسلوب سے مختلف بھی ہوئے ہیں۔ حامد یزدانی کی چند نعتیں بھی اس کتاب کی زینت ہیں جن سے حامد یزدانی کی نعت کے تشکیلی عناصر بخوبی واضح ہیں۔ جن میں محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس محبت پر یقین سب سے اہم ہے۔ نگاہِ حق میں مقامِ محمدیؐ کس اوج پر ہے، اس کا احاطہ کرنا فکرِ انسانی کے بس میں نہیں مگر اس مقامِ محمود کے سمجھنے کو قدرت جو اشارے فراہم کر رہی ہے ان سے وجدانی کیف حاصل کرنے کا عمل حامد یزدانی کی نعت کا بنیادی جوہر ہے۔ میں ''بہارِ قبول'' کو ان کے جذبوں کی قبولیت کی نوید کے طور پر دیکھ رہا ہوں اور ان کی توفیقات میں اضافے کے لیے دعا گو ہوں۔

ISBN: 978-969-8918-90-3